TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222325
UNIVERSAL LIBRARY

إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا

دیوان نایاب

از نتایج افکار

جناب غفران مآب مولوی حکیم محمد ہادی حسن خان متخلص نایاب

حسب فرمایش

عالیجناب مولوی محمد اعجاز حسن خان صاحب رئیس رسول پور ضلع مظفر پور

خلف اکبر حضرت مصنف مغفور

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے پیغمبر نے پہنچایا کلام اللہ کا
ورنہ کوئی سن بھی سکتا تھا پیام اللہ کا

وصف زلف و رخ کا شاعر رات دن کرتے ہین کیون
ذکر کرنا چاہیئے ہر صبح و شام اللہ کا

نقش دل ہے یاد دندان مسی زیب صنم
اس نگینے پر کھدا ہے صاف نام اللہ کا

الفت گل کسطرح بلبل کے دل سے محو ہو
غیر ممکن ہے بدلنا انتظام اللہ کا

شش جہت مین چار یار مصطفےٰ کی دھاک ہے
ہو کے یکدل کر لیا چارون نے کام اللہ کا

طور پر کیا منحصر چشم بصیرت چاہیئے
اے کلیم اللہ جلوہ ہے تمام اللہ کا

نام رکھتا ہے وہ بت ہمکو ابھی تک دیکھیئے
لے لیا تھا ایکدن بھولے سے نام اللہ کا

پھر کسے خوف جہنم پھر کسے بیم عذاب
حشر مین جب ہو گیا دیدار عام اللہ کا

بھیج اے **نایاب** تو انپر دل و جان سے درود

لاتے تھے روح القدس جن پر پیام اللہ کا

لکھہ رہا ہون وصف کوسے احمد مختار کا — یا الٰہی مستحق ہون خلد کے گلزار کا
گر خلیل آسا نظر ہو اہل دوزخ پر ترے — آتش گل کا اثر دکھلائے شعلہ نار کا
رویت روئے منور خواب مین ہونے لگی — خوب ہی چمکا ستارہ طالع بیدار کا
دولت عقبیٰ کرامت کیجیئے یا مصطفیٰ — آسرا رکھتے ہین ہم بھی آپ کی سرکار کا
بھاگ ہی نکلے ہماری قبر سے منکر نکیر — جب کہا للکار کر بندہ ہون مین غفار کا
یا خدا زلف نبیؐ کا واسطہ ہرگز نہو — قبر مین لاشہ مرا طعمہ دھان مار کا
چار حصے بڑھکے لونگا نعمتین فردوس کی — عاشق و شیدا ہون مین حضرت کے چارون یار کا
خود بدولت روضۂ رضوان اوسے دلوائینگے — دیکھہ آئے گا جو روضہ احمد مختار کا
یاد دندان نبیؐ مین اسقدر رویا ہون مین — ہے گمان آنکھون پہ میری ابر گوہر بار کا

چادر مہتاب کا نایاب کو دینا کفن
ہے وہ عاشق مصطفیٰ کے چاند سے رخسار کا

ہے حدیث لحمک لحمی براے مرتضیٰؑ — اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی ثنائے مرتضیٰؑ
کھاتے تھے نان جوین یا ہم گنہگارونکا غم — سن لو غمخوار علیؑ یہ تھی غذائے مرتضیٰؑ
شاہ مردان پہ غرض مشکلکشائی ختم ہے — جب مصیبت مین پکارا آپڑے آئی مرتضیٰؑ
لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار — اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی ثنائے مرتضیٰؑ
چھوٹ جاتا اسے قمر یہ بدنما داغ کلف — مل نہ لی چہرے پہ تو نے خاک پائے مرتضیٰؑ

یہ کبھی بھی ہمکو تیرگی سے قبر کی دہشت نہین — لے چلے ہین ساتھ ہم شمع ولای مرتضےٰ

ایلیا حیدر علی شیر خدا مشکل کشا — واہ کیا نام خدا ہین نام ہاے مرتضےٰ

ہم گنہگارون پہ تھین نایاب کیا کیا شفقتین
کر دیے سب بیٹے فدا ہم پر فداے مرتضےٰ

تل چھو لیا جو ہاتھ سے روے حبیب کا — ہاتھون بلند ہو گیا تارا نصیب کا

ہمکو سنا کے پڑھتے ہین وہ خط رقیب کا — دیکھے کوئی لکھا یہ ہمارے نصیب کا

کیونکر نہ جان دون جو نہ سینے مری فغان — اے گل کہان سے لاؤن جگر عندلیب کا

بے مائگی زمانے مین ہے وجہ عافیت — دشمن نہین جہان مین کوئی غریب کا

حال اُویس پر یہ عنایت خدا کی شان — ورنہ کسی نے پاس کیا ہے رقیب کا

رحمت سے کیا عجب ہے جو وا ہو در قبول — نعرہ اگر بلند کرون یا مُجیب کا

کٹنے لگے ہین تیری سواری کی شان پر — تکبیر کی صدا ہے کہ نعرہ نقیب کا

صورت دکھائی دیو شب غم نے پھر مجھے — پھر دل کو سامنا ہے بلاے مہیب کا

عناب لب بنفشہ خط ہی کا ذکر ہے — میری غزل ہے یا کوئی نسخہ طبیب کا

بگڑا نہین ہے یار رقیبون کی وجہ سے
نایاب یہ قصور ہے اپنے نصیب کا

نہ کہیے میری فرقت مین کوئی آنسو بھی نکلا تھا — جہان سرکار بیٹھے ہین یہان اشکون کا دریا تھا

جو پوچھا ہنسنے بزم غیر مین کل دور صہبا تھا — تو کس انداز سے جھنجلا کے بولے ہان تمہین کیا تھا

نہ پوچھو کچھ تمہارے ہجر مین کیا حال میرا تھا
مژہ پر اشک دل پر ہاتھ ہونٹون پر کلیجا تھا

زلیخا ہی نہین ورنہ دکھا کر تمکو ہم کہتے
کہ اِس صورت کا انسان خواب مین بھی تو نہ دیکھا تھا

تری فرقت مین تھے سامانِ عشرت مرگ کے سامان
پیالی مے کی نظرون مین مری قتل کا پیالا تھا

جگہ پکڑی بتون نے میرے دلمین اسطرح گویا
انہین کے واسطے اللہ نے یہ گھر بنایا تھا

ق

خبر تھی وہ گلِ تر آئیگا گلگشتِ گلشن کو
تو پہلے ہی سے یہ سامان گلشن مین مہیا تھا

تصدق کے لئے آمادہ تھی گوہر لئے شبنم
گرہ مین اپنے زر باندھے ہوئی موجود غنچا تھا

عجب ہے کیون ہمین صدقے اُتاران حسینون نے
ہمین اللہ نے کیا ماتش کا پتلا بنایا تھا

ہوا فرقت مین مین رد روکے اندھا کیون نہین آتے
وہ آنکھین اب نہین ہین ای مری جان جنسے پردا تھا

ہماری یاد کی نایاب نکلی شکل شعرون سے
وہی ٹھہرا بدیہی جو تصور مین نتیجا تھا

دیوانہ ہون پیری مین جو اک رشک پری کا
ہمراہ یہ عالم ہے نسیم سحری کا

دیکھے تری چوٹی مین جو موباف زری کا
بجلی کبھی دعوی نکرے جلوہ گری کا

پرتو جو پڑا صبح بنا گوش پری کا
دھوکا ہوا ہُندسے یہ چراغِ سحری کا

کیا لطف ہو گر شیشۂ دلمین اُتر آئے
قاتل تری تلوار یہ عالم ہے پری کا

کیون تابع توان روح سی آگے ہو رخصت
اسباب روان ہوتا ہے پہلے سفری کا

آسان ہے ہر طرح سبکباری کی منزل
کچھ خوف ہوا کو نہین خشکی و تری کا

مجکو ہے تری زلف گرہگیر کا سودا
دیوانے ہمین جو کہتے ہین سایہ ہے پری کا

دلدل ترے کوچے مین ہی اشکون سے ہمارے
کیا آتے ہی دیوِ شبِ فرقت کو بھگایا
نعرہ دلِ بلبل کا جنون زا جو نہوتا
جو خاک نشین ہے وہ تکلف نہین رکہتا

پھنس جاے نہ کسطرح قدم رہگزری کا
نازک ہو مگر کام کیا تمنے جری کا
یون قصد نکرتے کبھی گل جامہ دری کا
موباف نہین گیسو سے سنبل مین زری کا

ہنس لیتے تھے جب اوس گلِ خندان سے بنی تھی
اب شغل ہے **نایاب** ہمین نوحہ گری کا

ملائے گی قسمت تو کیا کیا نہوگا
مجھے گالیان دیکے کہتا ہی ظالم
نہ تم پوچھتے عشق کی وجہ ہم سے
انگوٹھی کوئی راہ مولے یہ دیدو
وہ لکھین گے کیونکر جواب عریضہ

ملامت نہوگی کہ شکوا نہوگا
بُرا مانیئے گا تو اچھا نہوگا
مگر تمنے آئینہ دیکھا نہوگا
کبھی تمکو زیور کا توڑا نہوگا
اگر میری قسمت مین لکھا نہوگا

زہے قدردانی غزل سُنکے بولے
کوئی تم سا **نایاب** گویا نہوگا

نہین کچھ اسکے سوا اور حوصلہ دل کا
سراے سینہ مین ٹکتا نہ قافلہ دل کا
نفاق پھیل گیا عضو عضو انسان مین
تمہارا خنجرِ مژگان جسکم نہین ہوتا

سے گلے لگا کے سُناؤن تمہین گلہ دل کا
جو سنگ راہ نہوتا یہ آبلہ دل کا
مزہ یہ ہے کہ زبان کرتی ہے گلہ دل کا
نہین تو ہوا ابھی دم بھر مین فیصلہ دل کا

کسی قدر چہ زمزم سے دور ہے کعبہ / بجا ہے دیدۂ پُرنم سے فاصلہ دل کا

دباؤ تو مرے سینے کو اپنے سینے سی / ابھی تو پھوٹ کے بہتا ہے آبلہ دل کا

وہ سنتے ہی ہوئے آمادہ قتل یہ کہکر / گلا کٹانے کا باعث ہوا گلہ دل کا

ہجوم حسرت و اندوہ و یاس یان تک ہے / کہ سر اوٹھا نہین سکتا ہے آبلہ دل کا

فقط حضور کے آنے کا منتظر تھا یہ / اب آپ آ گئے نکلے گا حوصلہ دل کا

تڑپ تڑپ کے مجھے دونون دیتے ہین ایذا / کرون جگر کی شکایت کہ مین گلہ دل کا

سوا سے ظلم جو مجھ پہ یہ صنم نہین کرتے / خدا پہ ہمنے بھی رکھا معاملہ دل کا

ہزار بار اوٹھائے ہین تیغ یار کے زخم / پر آج تک وہی باقی ہے حوصلہ دل کا

نہین ہے نام کو باقی متاع ہوش و حواس / لٹا ہے کیا رہِ الفت مین قافلہ دل کا

بہت علاج کیا پر ذرا نہین تسکین / اوسی طرح سے ٹپکتا ہے آبلہ دل کا

ذرا جو اس مین آؤ یہ کیا ہے ای **نایاب**
کوئی ہو تمسکو سُنانا مگر گلہ دل کا ؎

تذکرہ کیسا حیا کی بات کا / دیکھنا قصہ نہ کہنا رات کا

اب کہان ہم بادہ کش توبہ کہان / موسم آیا ساقیا برسات کا

دیکھیئے جب اوسکو گھیرے ہین رقیب / اوس سے کب ملتا ہے موقع بات کا

زلف کی ہے یاد یا رُخ کا خیال / دور رہتا ہے نشے دن رات کا

ساقیا ٹوٹا تو ٹوٹا جام مے / اس قدر افسوس کیا مافات کا

یان تو یہ ارمان کہ بوسہ لیجیے / وان ارادہ بھی نہین ہے بات کا

اے برہمن دیکھ لے خالق کی شان / پانون ہین اوس بت کے اور سرلات کا

گل کو کیا نسبت تمہارے گال سے / فرق ہے مخمل کا اور بانات کا

ہو رہے ہین شیب مین ذکر شباب / دن کو ہم کہتے ہین قصہ رات کا

تیغ ابرو اس طرح سے چومئے / مان جائے یار تو ہا گھات کا

بات پیدا ہوتی ہے ہر بات سے / واہ کیا کہنا تمہاری بات کا

وصل کی شب آج ہے ای آسمان / ہاتھ سے چھوٹے نہ پردہ رات کا

شمع بجھ جاتی ہے اسکے سامنے / کیون نہ پروانہ ہون تیری گات کا

سرخی آئی رخ پہ جب بوسہ دیا / رنگ دیکھا آپ نے خیرات کا

بیکسی کی آس ٹوٹی دم کے ساتھ / تھا سہارا اسکو میری ذات کا

سُنکے بولے غزل نایاب کی / ختم ہے اوسپر بنانا بات کا

حب حیدر سے مرا پر نور سینا ہو گیا / مین تو موسیٰ ہو گیا اور طور سینا ہو گیا

وصل کی شب جبکہ چھاتی سے لگایا یار کو / بول اُٹھا اے ہے ہمارا چور سینا ہو گیا

دم لبون پر آگیا جب اونکے لب سے لب ہٹا / پھٹ گئی چھاتی ذرا جب دور سینا ہو گیا

غیر کے ماتم مین جسدم چھاتی کوٹی یار نے / کوفت سے غم کے ہمارا چور سینا ہو گیا

یار تیری یاد کو بھی اب جگہ ملتی نہین / حسرتون سے اسقدر معمور سینا ہو گیا

صبح و شبنم کا سمان دیکھا ہماری آنکھ نے
جب عرق سے تر ترا اے حور سینا ہو گیا

کچھ نہ پوچھو ہمسے مژگان صنم کی کاوشین
اصل یہ ہے خانۂ زنبور سینا ہو گیا

دھیان رہتا ہے کسیکے گورے گورے رنگ کا
لیجیے اب چشمۂ کافور سینا ہو گیا

آپکا محرم سے یون چھپاتی چھپانا قہر ہے
قمقمے گل ہو گئے بے نور سینا ہو گیا

گرم نالہ دل سے ہے اک مطرب پسر کی یاد مین
لیجیے اب کاسۂ طنبور سینا ہو گیا

قہر ڈھایا محتسب نے توڑ کر مینا سے نے
سنگ غم سے میکشون کا چور سینا ہو گیا

دل سے حق کو کو کیا جب یاد قامت نے شہید
پھر تو رشک مقتل منصور سینا ہو گیا

رات دن ہے سوزن مژگان جانان کی تلاش
چاک دل کا کیا ہمین منظور سینا ہو گیا

تو رہا جسوقت تک اسکی بھی آبادی رہی
اب تو ویران اے دل مغفور سینا ہو گیا

جب سے ہے **نایاب** اوس برق تجلی کا خیال
صاف تو یہ ہے کہ رشک طور سینا ہو گیا

عشق بت مین مال و زر برباد بالکل ہو گیا
واعظو اب تو یہان پورا توکل ہو گیا

نہر کے پانی سے جب سینچے گئے گل کے شجر
پانی پانی حسرتون سے خون بلبل ہو گیا

عکس رخ دریا مین جب آیا نظر ہنگام غسل
لالہ رو کو بلبلون پر شبہۂ گل ہو گیا

رینگتی جون تک نہین ای یار تیرے کان پر
آسمان کو میرے نالون سے تزلزل ہو گیا

بن گیا شمشاد قمری قد موزون دیکھکر
گل ترے عارض کے نظارے سے بلبل ہو گیا

لاکھ سرگرم فغان ہون کچھ اثر کرتا نہین
کیا جنون نالہ مرا زنجیر کا غل ہو گیا

اوس گل تر نے جو اپنے ہاتھ سے گل لے لیا
گل سے بھی خوشبو زیادہ شمع کا گل ہو گیا

ایک دن وہ تھا کہ پیتے تھے مری جھوٹی شراب
جام لیتے اب مجھسے لینے مین تامل ہوگیا

مین بھلا اور شاعری **نایاب** لیکن کیا کہون
خاطر احباب سے مجبور بالکل ہوگیا

وہ رشک پری آج ہے مہمان ہمارا
زیبا ہے لقب ہو جو سلیمان ہمارا

منت سے خوشامد سے طلب کرتے ہین بوسہ
دعوی نہین کچھ تم پہ مری جان ہمارا

ہے شوخ پری زاد ہر اک شاہد مضمون
پریون کا اکھاڑا ہے یہ دیوان ہمارا

کس ناز سے کہتے ہین ہمین دیکھ وہ بوسہ
تو بھول نجانا کبھی احسان ہمارا

ایسا نہو زلف اوسکی بنائی ہو عدو نے
کچھ آج بہت دل ہے پریشان ہمارا

وہ شوخ گیا ہاتھ سے دامن کو چھڑا کر
اب دست اجل مین ہے گریبان ہمارا

خود نکلی اسے چھوڑ گئی خانۂ تن مین
کیون روح کا شاکی نہو ارمان ہمارا

بچتی نہ بتون سے کبھی ایمان کی دولت
اللہ نہوتا جو نگہبان ہمارا

فرماؤ تو کیون دیکھکے چپ ہوگئے ہمکو
کیا غیر سے تھا ذکر مری جان ہمارا

نایاب غم ہجر نکلتا نہین دل سے
بیٹھا ہے ڈھئی دے کے یہ مہمان ہمارا

صحرا مین مجھسے نوک کی لیتے ہین خار کیا
یہ بھی ہین میری جان کو مژگان یار کیا

انصاف شرط ہے مین کہون حال زار کیا
ہنس ہنس کے تم جو یون ہی کہو بار بار کیا

ہمدم کہون مین حال ملاقات یار کیا
دو باتین بھی تو کین نہین بوس و کنار کیا

اللہ کی پناہ یہ طول اور یہ تیرگی	گیسوئے یار بھی ہے شب انتظار کیا
اقرار آپ کا ہون نہ توبہ شباب کی	کیون کہتے ہین مجھے کہ ترا اعتبار کیا
حاضر ہے جان نثار کا کاٹین گلا حضور	خنجر کو آپ دیکھتے ہین بار بار کیا
کانٹون کو دیکھتے ہو حقارت کی آنکھ سے	سمجھا ہے سبھی تم ہو مرا جسم زار کیا
فقرہ نہ چاہئے اتنا تجاہل نہ کیجیے	کچھ آپ سے چھپا ہے مرا حال زار کیا
بازار سرد کردیا مژگان یار نے	اب کوڑیون کے مول بکے گا کٹار کیا
کچھ لطف زیست ہے نہ غم مرگ ہجر مین	دونون ہمین ہین ایک مکان کیا مزار کیا
بعد فنا بھی گر یہی پستی ہے بخت کی	پہنچے گا بام یار پہ میرا غبار کیا
کیون میرے دل سے اسکا نکلنا محال ہے	نالہ بھی ہو گیا ہوس وصل یار کیا
کہتا ہے دیکھکر مری آنسو وہ شوخ چشم	ہم پر کرینگے آپ یہ گوہر نثار کیا
جلتے ہین طاق کعبۂ دل مین چراغ داغ	تیرے دیے ہوئی کی ہی قدر اے نگار کیا
خط آنے پر لبون کی حلاوت نہین رہی	ان چیونٹیون نے کی یہ شکر زہر مار کیا
کیونکر مین زندگی کہون اپنی حضور کو	اے توبہ سمجھون آپکو بے اعتبار کیا
کہتے ہین دیکھکر وہ تجاہل سے میری قبر	یہ آج کل بنا ہے کسی کا مزار کیا

در کی طرف جو دیکھتے ہو آج بار بار
نایاب ہے کسی کا تمہین انتظار کیا

نقش پرکالۂ دلبر جو ہی نقشا تیرا	مین اس آئینے مین کرتا ہون نظارا تیرا

کسقدر دل مین تصور ہے سمایا تیرا
دیکہتا ہون جسے ہوجاتا ہے دہوکا تیرا

گردنین وصل عدو سے کہلکے جہکالین سبنے
نام اسے دوست سر بزم جو آیا تیرا

کشور دل مین گذر عیش و طرب کا ہی محال
واہ رے لشکر اندوہ طلایا تیرا

اسی ڈر سے بخدا اسکو نہ بہیجا ہمنے
نامہ بر بہی کہین ہوجائے نہ شیدا تیرا

دفع ہوتی ہے پریشانی فرقت ای دل
ابہی آجائے جو وہ گیسوؤن والا تیرا

سر عشاق پہ نازل ہون بلائین تیری
یا خدا ہو نہ کوی بال بہی بیکا تیرا

اسکے ہوتے ہوس وادی ایمن کیسی
طور موسی کو مبارک ہمین کوٹھا تیرا

صاف آئینہ صفائی سے ہی ہر عضو ترا
اپنی ہی دید ہے اے یار نظارا تیرا

جی مین آتا ہی کردون چاک نقاب عارض
کہول دون اے خط رخسار لفافا تیرا

تجہسے گر ہوگئی بیمار محبت کو شفا
نام ہوجائے گا اے رشک مسیحا تیرا

قیس و فرہاد تو دنیا سے سدہاری ای دل
اب رہا کون زمانے مین شناسا تیرا

چتر زرین کی تو خواہش نہین دیوانونکو
اے جنون سر پہ سلامت رہے سایا تیرا

رشک سے غیر گلا کاٹتے ہین ای **نایاب**
جب سے ابرو کی سروہی پہ ہی قبضا تیرا

رہنا نظر آتا نہین اصلا مرے دل کا
آنکہون کو پڑا ہجر مین رونا مرے دل کا

بیفائدہ کیون کرتے ہو دعوی مرے دل کا
لکہوایا ہے کیا تمنے قبالا مرے دل کا

بنجائے کہین یار سے سودا مرے دل کا
یارب ہو خریدار دل آرام مرے دل کا

ہو منکشف اوس بت پہ جو رتبا مرے دل کا
پھر فرض سمجھنے لگے سجدا مرے دل کا

گھبرایا مرض سن کے مسیحا مرے دل کا
اب کون کرے ہاے مداوا مرے دل کا

اچھا نہین نظرون سے گرانا مرے دل کا
دیکھو نہ کہین چور ہو شیشا مرے دل کا

ہر داغ ہے خورشید سے بالا مرے دل کا
یہ چاند کا ٹکڑا ہے کہ ہالا مرے دل کا

زخمی جو ہون اک مست کی شمشیر نگہ سے
ہے دانۂ انگور پھپھولا مرے دل کا

شمشاد و صنوبر کا خریدار ہوا ہے
خواہان نہین وہ سرو دل آرا مرے دل کا

لو منہ پہ چڑھا آپ کی شمشیر نگہ کے
دیکھو تو مری جان کلیجا مرے دل کا

گر عرش معلی کی تمہین دید ہو منظور
کھجوا کے ابھی دیکھ لو نقشا مرے دل کا

خون ہو کے بہا ہجر کی شب آنکھون سے میری
کیا حال ہوا غم سے خدایا مرے دل کا

پھر بھول کے تو نام نہ لے جور و جفا کا
پڑ جاے ترے دل پہ جو سایا مرے دل کا

کہتے ہین ملک دیکھ کے نقش قدم یار
اس ڈانک پہ زیبا ہے نگینا مرے دل کا

اغیار ابھی کٹنے لگین رشک سے قاتل
گر خنجر ابرو پہ ہو قبضا مرے دل کا

سنتے ہین کہ اب چاہتے ہو تم ہی سیکو
تو سیکھ گئے تم بھی طریقا مرے دل کا

پھر بھول کے بھی دل نہ لگاؤنگا کسی سے
گر اب کی چکا یار سے جھگڑا مرے دل کا

کیا دور ہے جل جاے اگر پردۂ دوری
اے یار شرر بار ہے نالا مرے دل کا

کیا خوب لڑا دیو شب ہجر صنم سے
انصاف سے دیکھو تو کلیجا مرے دل کا

دلدار ہوے اسکے سبب پائین منو دین
احسان یہ ہے آپ پہ تھوڑا مرے دل کا

آیا نہ ذرا ہوش مجھے خوفِ سحر سے
وصلت مین بہی ارمان نہ نکلا مرے دل کا

لکھتا ہون جو کچھہ حالتِ دل تم نہین پڑہتے
یہ بخت مرے دل کا یہ لکھا مرے دل کا

آباد کرین یا اِسے ویرانہ بنائین
ہے اونکے اجارے مین علاقا مرے دل کا

کی تمنے کمی تیغ لگانے مین ہمیشہ
اور ترانہ کبہی تمسے تقاضا مرے دل کا

پردہ جو کرے فاش تمہارا خطِ عارض
پھر کیون نہ کھلے یار لفافا مرے دل کا

نالون سے مرے رعد کی پہٹ جاتی ہی چہاتی
تڑپاتا ہے بجلی کو تڑپنا مرے دل کا

گل ہوے بہت اور کہلین سینکڑون کلیان
لیکن نہ شگفتہ ہوا غنچا مرے دل کا

کیا تمنے پڑا پایا ہے کیا مول لیا ہے
کیا وجہ ہے کیون کرتے ہو دعویٰ مرے دل کا

طوفان اوٹھے غرق ہو بنیادِ دو عالم
بہ جاے اگر پہوٹ کے چہالا مرے دل کا

طوفان بپا کرتی ہین آنکہین مری رو کر
سوتون کو جگا دیتا ہے نالا مرے دل کا

ناگن کی طرح ڈسنے لگی یادِ سرِ زلف
دشمن جو ہوا گیسوٗون والا مرے دل کا

آنکہین تری بیمار رہا کرتی ہین ظالم
آیا نہ انہین راس چرانا مرے دل کا

دیکھے گل رخسار تو پہولے یہ خوشی سے
دشوار ہو سینے مین سمانا مرے دل کا

جب دیکھیے اوس مست کے کوچے مین پڑا ہی
شیشے کا یہ ٹکڑا ہے کہ ٹکڑا مرے دل کا

حیرت ہے وہ کیون شکل دکہاتے نہین اسکو
کیا آئنہ پر ہوتا ہے دہوکا مرے دل کا

تھے کوہکن و قیس وہ دونون گئے **نایاب**
اب کوئی نہین ہے شناسا مرے دل کا

لئے بوسے اگر ہمنے تو کیا اے سیمتن بگڑا
نہ رنگِ رخ مین فرق آیا نہ اندازِ دہن بگڑا

کسی دن گھنگرو چ نالے ہمارے کارگر ہونگے
ترا نقشا نظر آئے گا اے چرخ کہن بگڑا

کسیکے گیسوئے خمدار سے تشبیہ کچھ ہوتی
اگر ہوتا نہ تیرا رنگ ای مشکِ ختن بگڑا

ترے تلوون سے بھی تشبیہ اسکو دے نہین سکتے
کلف سے چہرۂ مہتاب ہے ای سیمتن بگڑا

شکایت یار سے بیجا جفاؤنکی بجا کی تھی
کلام حق یہ ناحق ہمسے وہ بیمان شکن بگڑا

بسر کی عمر اپنی صلح سے گبر و مسلمان مین
نہ ہمسے شیخ بگڑا اور نہ ہمسے برہمن بگڑا

قبائے گل سے نسبت دی جو اوسکے جامۂ تن کو
ہوا جامے سے باہر اسقدر وہ گلبدن بگڑا

چھوا تھا مصحفِ رخسار جانان بے وضو شاید
اسی بے امتیازی سے رقیبون کا بدن بگڑا

لئے بوسے زبردستی شبِ وصلت مین جب مینے
تو کیا کیا ترش رو ہو کر بتِ شیرین دہن بگڑا

لحد مین دیکھکر اعضا کی حالت روح چلائی
غضب ہے ایک ہی دن مین مرا قصرِ کہن بگڑا

پڑے گا کام تجھکو تیشۂ مارِ عجوزہ سے
ترا نقشا نظر آئے گا آخر کوہکن بگڑا

جو ہے قصدِ سخن گوئی مقلد مصحفی کا ہو
وگرنہ جان سے **نایاب** اندازِ سخن بگڑا

نگاہون سے نہان رکھتا ہے عالم ناتوانی کا
بجا ہے گر کرین اب ہم بھی دعوی لن ترانی کا

اگر پیری مین ہاتھ آیا مجھے روغن جوانی کا
بھڑک اوٹھے گا پھر شعلہ چراغِ زندگانی کا

رقم جبسے کیا ہی وصف اوسکی بے دہنی کا
صریرِ کلک سے ہے شور پیدا لن ترانی کا

مجھے ہنستا ہے رنگِ زعفرانی دیکھکر ظالم
یہی کمبخت مظہر ہے مرے عشق نہانی کا

چمن مین جاؤن تو پاس شبیہ قدِ جانان سے
قدم رکھون بچا کر سایہ سروِ بوستانی کا

لہو کا نام بھی رکھا نہ فکر شعر نے باقی
مرا خونِ جگر طعمہ ہے شہبازِ معانی کا

وضو کر کے کرونگا سجدۂ آخر ادا قاتل
دمِ تکبیر خواہشمند ہون خنجر کے پانی کا

سناؤن حال اپنا قصۂ مجنون کے پردے مین
جو وہ محمل نشین عہدہ مجھے دے قصہ خوانی کا

تری تصویر کیا کھینچی مٹایا نقش یکتائی
اگر ہو دسترس مجکو تو کاٹون ہاتھ مانی کا

چھپا کر چاندنی مین بیٹھیے اپنے گیسو کو
کہین شعلہ نہ بجھ جائے چراغِ آسمانی کا

تمہارے عشق دندان مین جو گریان ابر نیسان ہے
صدف مین جا کے دُر ہوتا ہی قطرہ اوسکے پانی کا

کہان نایاب ہے سیماب[۱] سا روشن بیان کوئی
بجا ہے گر کلیم اوسکو کہون طورِ معانی کا

ہند و زلف سے اپنا دلِ نالان چھوٹا
شکر ہے پنجۂ کافر سے مسلمان چھوٹا

آپ کے عشق مین سب عیش کا سامان چھوٹا
گھر چھٹا شہر چھٹا مجمعِ یاران چھوٹا

کبک کہسار سے بلبل سے گلستان چھوٹا
تیرا دروازہ نہ ہمسے مگر اے جان چھوٹا

کیا بتاؤن میں تجھے احوال چمن او صیاد
پر بھی نکلے نہ تھے جسوقت گلستان چھوٹا

کیا یہ اندھیر ہے اے تیرگیِ بختِ سیاہ
شبِ مہتاب مین ہمسے مہِ تابان چھوٹا

[۱] سیماب تخلص ہے مولوی عبدالواحد مرحوم کا سلطانپور اودھ کے علاقہ کے رہنے والے تھے میر وزیر علی صبا سے ان کو تلمذ تھا ۱۳۱۱ہجری مین مکہ معظمہ مین قضا کی ابتدا مین حضرت نایاب مشورۂ سخن انہین سے فرماتے تھے ۱۲

حسنِ ذاتی مین کسیطرح نہین نقص ابدل
نہ کبھی سرمۂ چشمانِ غزالان چھوٹا

ہو جو راحت کی طلب رنج اُٹھا لو پہلے
بادشاہی ملی یوسف کو جو زندان چھوٹا

باغِ فردوس بھی آدم سے چھٹا تھا **نایاب**
کیا ہوا ہمسے اگر کوچۂ جانان چھوٹا

کیا غضب ہے مین ہون عاشق اوس ستم ایجاد کا
عالمِ ایجاد مین موجد ہے جو بیداد کا

جب سے قدِ یار کا آنکھونمین جلوہ پھر گیا
گر گیا نظرون سے اپنی مرتبہ شمشاد کا

خارِ صحرا سے اولجھکر رہگئی زنجیرِ پا
مجھکو وحشت نے نہ منت کش کیا حداد کا

مین وہ دیوانہ ہون اے وحشت کہ دشت و کوہ مین
پیشوا ہون قیس کا اُستاد ہون فرہاد کا

آج عاشق سے مقابل ہے رقیبِ روسیاہ
سامنا موسیٰ سے ہے فرعونِ ذی الاوتاد کا

چند روزہ دولتِ دنیا ہے سمجھو منعمو
ایکدم مین کارخانہ مٹ گیا شداد کا

وہ نکیلی آپکی مژگان ہے جسکے سامنے
نوک کی کب لے سکے گا نیشتر فصاد کا

لکھے ہین **نایاب** نے اوصاف تیری آنکھ کے
آنکھ سے کر دے سرِ ہر شعر اشارہ صاد کا

صدمۂ فرقتِ جانان نہوا تھا سو ہوا
دل شبِ ہجر مین نالان نہوا تھا سو ہوا

وقفِ نظارہ گلستان نہوا تھا سو ہوا
رخ جو پردے سے نمایان نہوا تھا سو ہوا

ہے جگہ یار کی دل مین مرے اللہ اللہ
کبھی اس گھر مین جو مہمان نہوا تھا سو ہوا

یاد رہتی ہے ترے مصحفِ رخ کی صورت
دل مرا حافظِ قران نہوا تھا سو ہوا

سر مرا کاٹ کے قاتل نے سبکدوش کیا
تیغ جلاد کا احسان نہوا تھا سو ہوا

سرو قد یار کو گلگشت مین دیکھا مینے
کبھی شمشاد خرامان نہوا تھا سو ہوا

بات کرتے ہو رقیبون سے ہمارے آگے
جو کبھی تم سے مری جان نہوا تھا سو ہوا

اے پریزاد تجھے دیکھکے پریان بولین
ہم سے بڑھکر کوئی انسان نہوا تھا سو ہوا

ہی شبِ وصل مین مجھکو یہ تعجب **نایاب**
جو کبھی شرم سے عریان نہوا تھا سو ہوا

جو صلے دلکے مرے دل ہی مین رہجائینگے کیا
ایکدن بھی وہ کرم مجھپر نفرمائین گے کیا

برہمن انکی پرستش تو نکر بھر خدا
یہ بتانِ سنگدل محشر مین کام آئین گے کیا

بیطرح بھڑکی ہوئی ہے آتشِ گل باغ مین
آشیانے بلبلِ نالان کے جلجائین گے کیا

خانۂ تاریک اپنا کم نہین کچھ گور سے
ہم فنا کے بعد زیرِ خاک گھبرائینگے کیا

کثرتِ صہباکشی سے کسکے قائم ہین حواس
میکدے مین آکے واعظ وعظ فرمائینگے کیا

شرط بدتا ہون مقرر وصل مین ہوگا حجاب
یہ فقط کہنے کی باتین ہین کہ شرمائینگے کیا

پھاڑتے ہو کسلئے محضر ہمارے خون کا
حشر مین ہم دادِ محشر کو دکھلائینگے کیا

اختلافِ مذہبی محشر تلک رہجائے گا
آپ ہی **نایاب** اس گتھی کو سلجھائینگے کیا

ربط غیرون کو مزاجِ یار سے کیا ہوگیا
پھر مکدر آئینہ زنگار سے کیا ہوگیا

دیکھتا ہون زلف تیری مصحفِ رُخ کے قریب
رابطہ پھر کافر و دیندار سے کیا ہوگیا

مجکو اے زخمِ جگر رہ رہکے یون ایذا نہ دے
آشنا تو بھی مزاجِ یار سے کیا ہوگیا

دیکھتے ہین آئینے کو روز ہم حیرت زدہ
یہ مقابل عارضِ دلدار سے کیا ہو گیا

کیون ترے کوچے سے کترا کر نکلجاتا ہی چاند
سامنا ای مہ ترے رخسار سے کیا ہو گیا

وہ سرِ گورِ غریبان آئے مردے جی اُٹھے
فتنۂ محشر بپا رفتار سے کیا ہو گیا

ایک ہی غمزے مین بسمل ہو گئی خلقت تمام
دیکھیئے تیغِ نگاہِ یار سے کیا ہو گیا

آج کل **نایاب** کا دل اسقدر کیون شاد ہی
پھر علاقہ حُسن کی سرکار سے کیا ہو گیا

زبان چلتی ہی قینچی سی جانِ جان کیا کیا
ہر ایک بات پہ ملتی ہین جھڑکیان کیا کیا

غم و مصیبت و اندوہ و یاس رنج و الم
شبِ فراق مین ہین اپنے مہربان کیا کیا

کوئی تو کہتا ہے باریک مو کوئی رگِ گل
کمر پہ آپکی ہوتی ہین پھبتیان کیا کیا

بجا ہے کیجیئے جو آسمان کے شکوے
ملائے خاک مین اس پیر نے جوان کیا کیا

یہ آج اونکی ہے نوبت نشان تک ہی نہین
لیئے جو پھرتے تھے کل نوبت و نشان کیا کیا

سوالِ بوسہ پہ شرما کے یار کہتا ہے
ذرا پکار کے پھر کہیئے مہربان کیا کیا

صدائے قلقلِ مینا جو یاد آتی ہے
تو پہروں روتا ہون لیلے کے ہچکیان کیا کیا

ہے اپکی سال یہ جوشِ بہار ای **نایاب**
خوشی سے پھولے ہین گلچین و باغبان کیا کیا

ہر ایک بات پہ ہی جانِ جان بہت اچھا
سوالِ بوسہ پہ بھی کہدو ہان بہت اچھا

وہ جان نثار ہون مانگا جو اُسنے سر مجھسے
کہا یہ سنتے کہ حاضر ہی ہان بہت اچھا

ہمارے واسطے ہوں بند روزنِ دیوار
برائے غیر کھلیں کھڑکیاں بہت اچھا

وہ سنکے نالوں کو کہتے ہیں خیر سمجھیں گے
ہمارے سامنے شور و فغاں بہت اچھا

لیا جو بوسہ تو بولے کہ منہ لگانے سے
یہ آپ کرتے ہیں گستاخیاں بہت اچھا

دھوئیں اڑائینگے آنکھوں سے ایک دن تیرے
چھڑا تو یار کو اے آسماں بہت اچھا

نصیب دیکھو تو جب فصلِ گل ہوئی **نایاب**
خدا کے فضل سے ہے باغباں بہت اچھا

میں سنکے حالتِ دل مجبور رہگیا
گردن جھکا کے وہ بتِ مغرور رہگیا

پرتو تھا ایک حسنِ جہاں سوز یار کا
شعلہ سا جو بھڑک کے سرِ طور رہگیا

منزل تلک پہنچ گئے یاروں کے قافلے
اک میں ہی کارواں سے بہت دور رہگیا

روئے صبیح یار کا جب سامنا ہوا
خورشید بنکے دیدۂ بے نور رہگیا

ہم سمجھے اپنا کلبۂ احزاں بہشت ہے
رات آ کے میرے گھر میں جو وہ حور رہگیا

اوڑنے دیا نہ رنگ رخِ یار خال نے
فلفل کی ضامنی سے یہ کافور رہگیا

ہم گور میں نشانِ وفا لیکے جائینگے
دل میں جو زخمِ ہجر کا ناسور رہگیا

دیکھا جو اپنے یار کو پہلوے غیر میں
اک آہ کھینچکر دلِ مجبور رہگیا

آتی ہے شاعروں کی لبِ گور سے صدا
مضمون دہانِ یار کا مستور رہگیا

اے غیرتِ مسیح ترے انتظار میں
کیا کیا تڑپ تڑپ کے یہ رنجور رہگیا

نایاب ہجر میں نہ پسند آئی میکشی

شیشہ ہر اک شراب سے معمور رہگیا

کوٹھے پہ چاندنی مین جو رشکِ قمر گیا
غیرت سے ماہتاب کا کچھ مُنہ اُتر گیا

وہ گلشنِ جہان مین ہے سبزِ خضر سے
جو زہر کہا کے سبزۂ عارض پہ مر گیا

ابرو کی تیغ کھینچکے بولا وہ ترک یون
آئے مقابلے کو مہِ نو کدھر گیا

بوسے لئے جو عارضِ جانان کے بزم مین
کیا رشک سے رقیب کا چہرہ اُتر گیا

پوچھو نہ حال یار کی رفتارِ ناز کا
محشر بپا تھا فتنۂ محشر جدہر گیا

اوس شاہِ حسن نے نہ کسیدن کرم کیا
مین تو ملازمت کے لیے بیشتر گیا

دھوکا فلک کا قبر کے گنبد پہ ہو گیا
جسوقت فاتحے کو وہ رشکِ قمر گیا

بھر ملائکہ جب بابل ہوا فلک
اوڑکر جو آسمان پہ دودِ جگر گیا

یہ کہکے پوچھتا ہون مین نالون سے حالِ دل
اے اہلِ کاروان مرا یوسف کدہر گیا

نایاب حاجیون کو نہین ذوق مے کشی
روئے گا گر حرم کی طرف ابر گیا

ہر ذی کمال کے لئے ڈر ہے زوال کا
خواہان نہین ہے اسلیے بندہ کمال کا

گلشن مین جلوہ دیکھکے ہر نونہال کا
قد یاد آگیا مجھے اک خردسال کا

دیکھا کیا چکور کی آنکھون سے چاند کو
رات آگیا خیال جو اُس مہ کے گال کا

دنیا سے بدخصال کے ہون اور معتقد
بندہ نہین مرید کچھ اس پیر زال کا

جو چاہے ہمیشہ جور و ستم کر کے چھین لے
دل کا ہمارے حال ہے مفلس کے مال کا

خالق کو بھی عزیز ہین یوسف جمال لوگ
کیا مرتبہ جہان مین ہے حسن و جمال کا

ابرو کے بوسے مانگے تو قاتل نے یون کہا
دے گی زبان تیغ جواب اس سوال کا

غنچے نے اور کبک دری نے اُڑا لیا
اور خوش خرام ڈھنگ تری بول چال کا

نایاب ہجر یار کی تاثیر دیکھنا
باندھا گیا نہ قافیہ ہمسے وصال کا

نہ کام آیا رُخِ روشن کسی کا
رہا تاریک ہی مدفن کسی کا

قبا ہو جائے پیراہن کسی کا
نہ چھوڑون گا مگر دامن کسیکا

مسی مالیدہ لب خندان ہین کیسے
شگفتہ ہے گُل سوسن کسی کا

متاعِ وصل سیم اندام لوٹے
ہوا تاراج کیا مخزن کسی کا

کوئی روئے ہنسی آتی ہے اُنکو
جلے گا برق سے خرمن کسی کا

خیال آیا یہی ہونا ہے اک دن
جو دیکھا آنکھ سے مدفن کسیکا

ہوئے جامے سے باہر دیکھکر ہم
اُٹھانا ناز سے دامن کسیکا

پھرے گھر گھر نہ چھوٹا ہمسے نایاب
تلاشِ یار مین مسکن کسیکا

غضب ہے اونکا شرمانا نہ کچھ کہنا نہ کچھ سننا
ادا کے ساتھ ہٹ جانا نہ کچھ کہنا نہ کچھ سننا

ذرا تو کیجیے انصاف اسی کو وصل کہتے ہین
گھڑی بھر کے لئے آنا نہ کچھ کہنا نہ کچھ سننا

کوئی پروانے سے سیکھے طریقہ سوزِ الفت کا
برنگِ شمع جلجانا نہ کچھ کہنا نہ کچھ سننا

خطا سے لون اگر بوسہ تمھاری زلف شکین کا
تو مشکین میری بند ہوا نا نہ کچھ کہنا نہ سننا

نہ تھی امید لے محمل نشین مجنون کو یہ تجھسے
جلو مین اپنے دوڑانا نہ کچھ کہنا نہ کچھ سننا

بلاتے ہین مجھے تو پہلے ہی یہ شرط کرتے ہین
اگر منظور ہے آنا نہ کچھ کہنا نہ کچھ سننا

نہین حاجت زبانی حال دل کہنے کی ای قاصد
اُسے خط دیکے رہجانا نہ کچھ کہنا نہ کچھ سننا

نیا انداز ہے **نایاب** اونکی دلربائی کا
شب وصلت مین شرمانا نہ کچھ کہنا نہ کچھ سننا

اپنے دل مین جو نہ یہ عشق جنون زا ہوتا
مجھکو منظور کبھی مسکن صحرا ہوتا

سیر کو تم جو نکلتے یہ تماشا ہوتا
کوئی بیخود کوئی مفتون کوئی شیدا ہوتا

سرو بستان جو تمہارا قد بالا ہوتا
جان پڑ جاتی گلستان مین تماشا ہوتا

سر مین سودا نہ اگر زلف رسا کا ہوتا
نالہ کیون عرش کی زنجیر پہ طرا ہوتا

دل مین لہراتی ہے گر آپ بھی ہوتی صاحب
چاندنی رات مین خیمہ لب دریا ہوتا

کور بینا ہو جو اونکا رخ روشن دیکھے
گنگ ابرو کے اشارے سے ہے گویا ہوتا

بیٹھے بیٹھے ترا ہر وقت نظارہ کرتے
تیرے گھر مین جو مری آنکھ کا پردا ہوتا

ٹوٹ کر اسمین جو رہجاتی زبان پیکان
دہن زخم ترے شکر مین گویا ہوتا

اسے بتو تم مین اگر بندہ نوازی ہوتی
بخدا تم پہ خدا کا ہمین دہوکا ہوتا

کون وہ شب ہے جو رہتا نہین زلفونکا خیال
سامنا کب نہین عاشق سے بلا کا ہوتا

عاشق زار ہین یہ شیخ و برہمن تیرے
یار دونون مین رقابت کا ہی جھگڑا ہوتا

ایک مدت سے مرے دل کی تمنا ہے یہی
وصل اُس بت سے کہین بار خدایا ہوتا

یون چھپا ہے در جانان پہ ہمارا بستر
جیسے مسجد مین سہے زاہد کا مُصلاّ ہوتا

دیکھتا آئینے مین گر رُخ زیبا اپنا
اپنی صورت پہ وہ خود والہ و شیدا ہوتا

قتل کر کے جو مری لاش کو کرتا تشہیر
تری سفاکی کا ہر شہر مین شہرا ہوتا

نامۂ شوق کو کس طرح کبوتر لیجاے
دخل مشکل سے ہے وان باد صبا کا ہوتا

یاد کر کے تری آنکھون کی جو گردش روتے
آسمان نالون سے اپنے تہ و بالا ہوتا

ہوتی شہرت تری دنیا مین سبھی سے نایاب
تو بھی گر گوشہ نشین صورتِ عنقا ہوتا

عدو نے لے لیا بوسہ جو اوس رخسار تابان کا
عجب حسرت سے دیکھا یاس نے مُنہ میری ارمان کا

ہمارے سامنے پوچھے کوئی رتبہ عشق جانان کا
خلیل اللہ پہ ہے منکشف اعزاز مہمان کا

فقط باد بہاری سے بہار باغ عالم ہے
جو سچ پوچھو ہوا پر کارخانہ ہے گلستان کا

یہان تک جامۂ تن سینے رو رو کر بھگویا ہے
کہ ہر تارِ قبا ڈورا بنا ہے چشمِ گریان کا

کُھلے سے آرزو ہمراہ ہوگی جانک اُڑائیگی
جنازہ جس گھڑی ہوگا روانہ اِس پُر ارمان کا

تعجب ہے مرے اشکون نے عالم کو ڈبویا ہے
گمان ہرگز نہین ہوتا تھا اِن قطرون پہ طوفان کا

حقیقت مین اسی پر خاتمہ شعر و سخن کا ہے
بجا ہے گر رکھون ختم الدواوین نام دیوان کا

تہِ فانوس تن داغ جگر کو دیکھ کر روشن
ہوا پروانے کو دہوکا چراغ زیر دامان کا

سبق شمسیہ کا پڑہتا تھا جس دم مین دبستان مین
تو ہوتا تھا تصور آفتاب روے جانان کا

یہی فرمائشین رہتی ہین ہر دم اوس خودآرا کی
حلب کا آئینہ درکار ہے سرمۂ صفاہان کا

دہانِ یار غائب دیکھکر ہمکو یقین آیا
مقرر اسے خضر چشمہ یہی ہے آبِ حیوان کا

حسین غیرت سے کنچا ینگے جب کپڑے اوتارو
تمھارے جسم عریان مین ہے عالم تیغ عریان کا

کسی صورت نہ باز آئے تری نظارہ بازی سے
اگر در بند پایا روزنِ دیوار سے جھانکا

اگر اقبال یاور ہو تو پستی مین بلندی ہے
ستارہ چاہ مین گرنے سے چمکا ماہِ کنعان کا

جنابِ خضر پوشیدہ نہون کیون چشمِ مردم سے
اونہین ڈر ہے کہ خواہان ہو نہ کوئی آبِ حیوان کا

خیال آیا تری زلفِ مجعد کا جو صحرا مین
تو افعی سا نظر آنے لگا جادہ بیابان کا

وہ رہبر ہین کہ مجنون دشت وحشت ناک الفت مین
ہمارے نقشِ پا سے کام لے خضر بیابان کا

پڑھا جاتا نہین ہے ایک ہی دو نو نین کیا کہئے
جوابِ خط قسمت خط ہے کیا رخسارِ جانان کا

اسی ڈر سے تری تلوون سے آنکھین مل نہین سکتے
کہ پائے نازنین مین چبھ نجائے خارِ مژگان کا

درِ فردوس پر ٹھہرائے دہشت سے قدم اپنے
گمان اے حور رضوان پر ہوا جب تیری دربانکا

یہ نفرت نام سے عزلت کے ہے مجھ وحشت پیما کو
کہ مارے ضد کے گوشہ بھی نہ چھوڑا اپنے دامان کا

اگر **نایاب** لکھتے ہو حقیقت وحشت دل کی
بنانا چاہئے مسطر مرے تارِ گریبان کا

دشمنِ جان سبزۂ رخسار روشن ہو گیا
کیا تعجب کی جگہ ہے خضر رہزن ہو گیا

اوس سراپا نور نے جب جام مے پر کی نگاہ
شمعِ عارض سے چراغِ بادہ روشن ہو گیا

ہم اسیرون کا بھی نالہ نغمۂ داؤد ہے
بیشتر مومی گلے مین طوقِ آہن ہو گیا

میری آہونکی وہان تک پہنچی آندھی اے فلک
منتشر کیون دانۂ انجم کا خرمن ہو گیا

کسکے مژگان کا تصور آگیا گلگشت مین / خار پا ہین سبزۂ نوخیز گلشن زیر پا

گر ہین کر کفش نوروندہ دل اغیار کو / کس خوشی سے بول اٹھے **نایاب** دشمن زیر پا

روش باغ پر اوس گل کو ٹہلتے دیکھا / ہمنے شمشاد کو گلزار مین چلتے دیکھا

کبھی دیکھی ہے مریضان محبت کو شفا / کب سنبھالے کے سوا ان کو سنبھلتے دیکھا

اپنے جامے سے ہوی جاتے ہو باہر ناحق / کیا ہوا ہمنے جو پوشاک بدلتے دیکھا

میرے گھر سے تمہین جاتے ہوئے ای جان دیکھی / روح کو تن سے نہو جسنے نکلتے دیکھا

کہتے ہین گھر سے نکلوا کے وہ مجکو **نایاب** / آج فردوس سے آدم کو نکلتے دیکھا

قم جو میت پہ نفس فرمائیے گا / لب جان بخش کو ہنسوائیے گا

واقعی آپ کو الفت ہے مری / سر اعدا کی قسم کھائیے گا

اس انگوٹھی کو مین پہچانتا ہون / مہربان ہاتھ ادھر لائیے گا

کوئی دم کا ہے بکھیڑا باقی / دم نکل جائے تو گھر جائیے گا

کیجیے آنے کا وعدہ لیکن / اپنے سر کی نہ قسم کھائیے گا

زیر کر لون گا زبردست ہون مین / ہاتھا پائی سے جو پیش آئیے گا

نزع کے وقت بھی ہو لون گا نہ مین / آپکی آئیگی تو یاد آئیے گا

وصل مین خوب نہین بیباکی / کچھ بناوٹ سے بھی شرمائیے گا

نزع مین کہتی ہے حسرت مجھ سے
کیا ہمین ساتھ نہ لیجایئے گا

کس طرح بوسۂ ابرو مانگین
آپ آنکھین ہمین دکھلایئے گا

ایسے اوکتائے ہوئے خیر تو ہے
کس سے وعدہ ہے کہان جایئے گا

جاگ اوٹھے گا جو مقدر میرا
آکے آغوش مین سو جایئے گا

مجکو کہتا ہے نکلوا کے وہ شوخ
یہ تو فرمایئے پھر آیئے گا

قتل کرتے ہین جو **نایاب** کو آپ
تیغ ابرو کسے دکھلایئے گا

جو نہین واقف کہ ہے بیداد کیا
اوسکے پھر بیداد کی فریاد کیا

سر اوڑا دے سوچ ہی جلاد کیا
لب پہ پھر دم ہرچہ بادا باد کیا

تھہرے پھر دل کو نال وصل یار
ایک دو دن کی مبارکباد کیا

دوست کسکا ہے وہ ظالم روز ہجر
دل سے دشمن کی سنی فریاد کیا

کیا نکالین دل سے تیری آرزو
اپنے ہاتھون گھر کرین برباد کیا

ہے قیامت دل کو محشر کا خیال
دیکھیے کرتے ہین وہ ارشاد کیا

اپنے نالے تو ہلادین عرش کو
اے فلک تو کیا تری بنیاد کیا

ہچکی آیگی تو گھبرائینگے وہ
کیجیے فرقت مین اونکو یاد کیا

یاس و حسرت مین سبھی نے جان دی
قیس کیا **نایاب** کیا فرہاد کیا

ہوش کو اڑنا کہان آتا تھا اس انداز کا — رنگ سکھلایا ہے اسکو رنگ کے پرواز کا
سامنا ہے آج اوس محبوب کی آواز کا — جس سے کھل جائیگا پردہ ای مغنی ساز کا
دل مرا زخمی ہوا اوسکی نگاہ ناز کا — جسکی مژگان مین ہے عالم تیری آواز کا
اضطراب خاطر نخچیر دیکھا چاہیئے — تیر کرتا ہے خطا تم سے قدر انداز کا
ضعف کے ہاتھون یہانتک حال پہنچا ہے مرا — لب کے آگے پانون بڑہ سکتا نہین آواز کا
جان دینی دار پر چڑھنا بہت آسان ہے — لیکن اسے منصور مشکل ہے چھپانا راز کا

ایک قاتل ہو تو اوسپہ خون کا دعوی چلے
مین تو ہون **نایاب** کشتہ اوسکے ہر انداز کا

رقم جو عارض جانان کا کچھ فسانہ ہوا — مری بیاض کا صفحہ نگار خانہ ہوا
دل خراب بہر حال اون کے کام آیا — جو چاک چاک ہوا کاکلون کا شانہ ہوا
ہوئے جو دلو سے پیری مین نوجوانی کے — تو سمجھے صبح کو کیف سے شبانہ ہوا
وہ ہفتخوان فلک سے نکل گئی باہر — ہماری آہ سے بھی کار رستمانہ ہوا
ہے انتہا کی نزاکت کہ وقت آرائش — گرا جو شانے پہ شانہ تو دردشانہ ہوا

دل جلوہ گاہ عارض جانانہ ہوگیا — یہ خانۂ خدا بھی پری خانہ ہوگیا
لیلی سے یار کو بھی محبت ضرور ہے — مجنون سے ہمسے دشت مین یارانہ ہوگیا
ہم وحشیونکی کھائی تو ہین استخوان مگر — سن لینا تم ہما کو کہ دیوانہ ہوگیا
ہمین جنسے ہے آشنائی کا دعوی — وہ کرتے ہین ہمسے خدائی کا دعوی

کرون کیون نہ مجنون کی الفت پہ غرہ — کہ بھائی یہ ہوتا ہے بھائی کا دعوی

زبردستیون سے نہ دل مانگو صاحب — سے چلے گا نہ ایسی ڈھٹائی کا دعوی

نہ کیون نقدِ دل مانگے وہ منہ دکھا کر — دلہن کرتی ہے رونمائی کا دعوی

کشتہ ہون الفتِ دہنِ تنگ یار کا — بعدِ فنا بنا نہ ملے گا مزار کا

مین جو اس کوچے مین کرتا ہوا فریاد آیا — ہنسکے کہنے لگے شاید وہی ناشاد آیا

ردیف بای موحدہ

پھر جو بوسہ لین تو دینا مہربان تعزیر لب — بار اول عفو فرما دیجیئے تقصیر لب

لب پہ لب رہتا ہو نہین اک شاہ ملک حسن سے — میرے ہونٹون کو ملی ہے آجکل جاگیر لب

آج بارے بوسہ لبہا سے شیرین مل گئے — تھے ہمارے دانت کب سے درپی تدبیر لب

بے اجازت جا پڑے لبہاے شیرین پر ترے — چھوڑ کر دانتون کو کیون دیتا نہ مین تعزیر لب

لعل کو دم بھر مین مستی سے بنا ڈالا حدید — اس سیہ رو نے ملائی خاک مین توقیر لب

مینے بوسے لے لیا تو بول اٹھا وہ شعلہ رو — دیکھیے کیا شمع رخ پر تیز ہے گلگیر لب

لب بلب ہونے کی کیا امید اس محبوب سے — اپنے لب پر جو نہ رکھے کاغذ تصویر لب

کیا نزاکت ہے ترے ہونٹون مین اے طفل حسین — چوم لینے سے نکل پڑتا ہے باہر شیر لب

پیستے ہو دانت کیون غصے سے مجھپر مہربان — لے لئے بوسے ہمون نے دیجیے تعزیر لب

جب کہا قند مکرر ہین لب شیرین ترے — ہوکے کڑوے بول اٹھے کرتے ہو کیون تحقیر لب

کھینچنا نقشے کا کیسا تاب نظارہ کہان
جان بلب ہو جائے مانی دیکھکر تصویر لب

زہر بھی پہنچا ترے لب تک تو شکر ہو گیا
دید کے قابل ہی او شیرین دہان تاثیر لب

نیند مین پا کر اوسے شب خوب ہی بوسے لیے
یار کے سونے سے کیا ہی جاگ اوٹھی تقدیر لب

اپنی آہون کی رسائی لامکان تک ہو گئی
بڑھ گئی **نایاب** اب قوسین سے بھی تیر لب

اس زمانے کے حسین بانیٔ بیداد ہین سب
ستم ایجاد ہین سفاک ہین جلاد ہین سب

اگلی باتین جو جتاتا ہون تو فرماتے ہین
کچھہ ضرورت نہین کہنے کی ہمین یاد ہین سب

ہم ہون سنگدلون سے یہ توقع نرکھو
موم سمجھو نہ انہین سنگ ہین فولاد ہین سب

کم نہین تیغ صفاہان سے کچھہ اونکے ابرو
مژۂ یار نہین نشتر فصاد ہین سب

لب پہ نالہ ہے طپش دل مین ہے اشک آنکھون مین
شعلہ رو تیری محبت کے یہ اسناد ہین سب

کچھہ بھی دعویٰ نہین رکھتا ہون مین استادی کا
مین تو شاگرد ہون سبکا مرے استاد ہین سب

کس طرح جان حسینون پہ نہ قربان کرون
غیرت حور ہین مہ رو ہین پریزاد ہین سب

جان بچتی نظر آتی نہین تیری بلبل
دام ہاتھون مین لئے تاک مین صیاد ہین سب

سیر گلشن کو جو آیا ہے لب جو وہ سرو
سر جھکائے ہوئے گلزار مین شمشاد ہین سب

اور دیوانگی ہوتی ہے زیادہ میری
نظر آتے مجھے جسدم یہ پریزاد ہین سب

کچھہ بناوٹ سے یہ باتین نہین ہوتین حاصل
غمزہ و ناز و ادا اونکے خداداد ہین سب

مرتبہ عاشقون کا اونکے نہ پوچھو **نایاب**

غیرتِ قیس ہین ہم ثانی فرہاد ہین سب

بلبل کا فصلِ گل مین نکر آشیان خراب
صیاد ہو بجا سے ترا بھی مکان خراب

اے نخلبند گلشنِ عالم یہ عرض ہے
اِس سال سے خزان نکرے گلستان خراب

کیا کیا لقب ہوئے ہین عنایت حضور سے
صحرانورد خاک بسر خانمان خراب

تیرے جلے بُھنے جو کرین دل سے آہ گرم
ہوجائین ایکدم مین یہ ہفت آسمان خراب

لازم ہے گردشِ فلک پیر کا خیال
غفلت مین اپنی عمر نکر اے جوان خراب

ملتا نہین پتا کمرِ یار کا کبھی
کرتا ہے آدمی کو یہ وہم وگمان خراب

آباد کر دیا اسے وہم وخیال نے
ورنہ پڑا ہوا تھا یہ دل کا مکان خراب

ہم سے کشون کو سے اگر اجتناب ہو
آباد مسجدین ہون رہین بھٹیان خراب

دیتا ہون مین دعائین تو دیتا ہے گالیان
انصاف سے تو دیکھیے ہے کسکی زبان خراب

اب بدمزہ شراب سے ہوتا ہے دردِ سر
عادت ہماری ہوگئی پیرِ مغان خراب

جاتا ہون اُسکے گھر مین تو کہتے ہین طنز سے
کیا دوسرا مکان نہین اے خانمان خراب

نایاب کی دعا ہے یہ فصلِ بہار مین
گلچین ہمیشہ خار رہین باغبان خراب

گر نہوتی ان گلون مین کچھ ہوا ے عندلیب
یون گریبان چاک کیون رہتی بر اے عندلیب

نالۂ عاشق سے ہوتی ہے خوشی معشوق کو
خندہ زن ہوتے ہین گل سنکر نواے عندلیب

گل کو خوش آتے ہین ہر دم گریہ نالے کسطرح
مین تو سُن سکتا نہین دم بھر نواے عندلیب

جورِ گلچین بیمِ صیاد وہراسس باغبان
آفتین کیا کیا ہین گلشن مین برای عندلیب

ان گلون کو چشم بینا گوش شنوا تک نہین
کیا دکھاؤن کیا سناؤن ماجراے عندلیب

مثلِ شبنم رات بھر رویا ہین سنکر باغ مین
بے ثباتی پر گلون کے نالہاے عندلیب

ذبح تو کرتا ہے بلبل کو مگر اے باغبان
قیمت گلزار ہوگی خونبہاے عندلیب

طوطیِ ہندوستان یہ بندۂ نایاب ہے
ہمزبان اسکا نہین کوئی سواے عندلیب

اے گلو جلوہ تمہارا جب نیا ئی عندلیب
کیون نہ نالون سے فلک سر پر اوٹھائے عندلیب

آئے گلشن مین اگر وہ رشکِ گل گلگشت کو
فرش کی جا ہر قدم آنکھین بچھائے عندلیب

بو اگر اوس گلبدن گل پیرہن کی سونگھ لے
بھر نسیمِ غنچۂ وگل بھول جائے عندلیب

تو وہ رشکِ گل ہے اے گلرو کہ تیری دید کو
کیا تعجب گر چمن سے اوڑ کے آئے عندلیب

کیا عجب ہے جذبۂ دل سے اگر ایکبرس
وسعتِ گلشن قفس مین کھینچ لائے عندلیب

دیکھ لے نایاب اگر اوس رشکِ گل کو باغ مین
حق تو یہ ہے عشقِ گل کو بھول جائے عندلیب

ردیف باے فارسی

منکر نہ اب ہون جذبۂ دل کے اثر سے آپ
آتے ہین بے طلب مرے پاس اپنے گھر سے آپ

کس درجہ اپنی جان چراتے ہین وصل مین
ہوتے ہین شاد نالۂ مرغِ سحر سے آپ

در بند ہر طرف سے کیے ہین شب وصال
فرمائیے تو جائیے گا اب کدھر سے آپ

یون ہاتھا پائی خوب نہین وصل مین حضور
ایسا نہو کہ ہاتھ اوٹھائین کمر سے آپ

کہیے تو کس گناہ پہ رنج و ملال ہے
بیزار کیون ہین عاشق شوریدہ سر سے آپ

کیا کیا شب فراق مین ہوتی ہے بیکلی
اے جان پوچھیے تو ہمارے جگر سے آپ

کیونکر دل و جگر مین کرون آپ سے عزیز
دل سے عزیز آپ ہین پیارے جگر سے آپ

الفت نے میری آپ کو مشہور کر دیا
اس درجہ مشتہر تو نہ تھے پیشتر سے آپ

جو کچھ لکھا ہے مینے لکھا ہے حضور کو
میری خطا ہے ہون نہ خفا نامہ بر سے آپ

اوصاف اک قلم لب شیرین کے ہین لکھے
بھر دیجیے ہمارے دہن کو شکر سے آپ

نایاب وصف لکھیے گا دندان یار کا
گلی تو پہلے کیجیے آب گہر سے آپ

ردیف تاے فوقانی

سچ پوچھیے تو آپ کے سب قول نادرست
یون جھوٹ بولنے کو جو کہیے بجا درست

جب دل ہی ٹوٹ جائے تو ہون شعر کیا درست
دیتا نہین ہے جام شکستہ صدا درست

تیری تو کوئی بات نہین بے وفا درست
قسمین ہین جھوٹ شرط غلط فعل نادرست

ہم ہجر سون کا دل نہ کشیدہ ہو کس طرح
جب کھینچکر عدو کرے بند قبا درست

کیا منھ کی کھائی کھول کے ہمنے لب سوال
بوسہ طلب کیا تو وہ کہنے لگا درست

مین عرض حال خاک کرون ای ظریف دوست
جب یون هین هر سخن یه کهے تو بجا درست

بوسے نه جب تلک لب شیرین کے لیجیے
هوتا نهین دهن کا همارے مزا درست

هم تو بهانه سمجھے تھے الله کی قسم
سچ کہئے دشمنون کی طبیعت سے نادرست

نایاب واعظ آئے تو ایسا لتاڑیے
اِک تار بھی نه چھوڑیے دستار کا درست

رہتی ہے فکر مجکو یه دن بهر تمام رات
سویا کبھی نه تم سے لپٹ کر تمام رات

پھیلی تھی بوے زلف معنبر تمام رات
سارا مکان تھا اپنا معطر تمام رات

غش کا بهانه کرکے برابر تمام رات
سونگھی کسیکی زلف معنبر تمام رات

کٹتی ہے منتون مین برابر تمام رات
هین اوسکے پاؤن اور مرا سر تمام رات

کس پیچ و تاب مین ہوئی صبح شب فراق
یاد آیا کی وہ زلفِ معنبر تمام رات

خالی پلنگ دیکھکے آئی نه مجکو نیند
لوٹا کیا مین گر کے زمین پر تمام رات

پھولونکی سیج خار تھی فرقت مین یار کے
کانٹے بچھے رہے سر بستر تمام رات

شاید جواب خط لیے آتا ہے نامه بر
دیکھا ہے خواب مین جو کبوتر تمام رات

محروم وصل مجکو رکھا اهتمام نے
وہ بت اوتارتا رہا زیور تمام رات

محو نظارہ آپ هین اپنے جمال کے
آئینه دیکھتے هین وه دن بهر تمام رات

الله رے رقیب کے آنے کا اشتیاق
اُٹھ اُٹھ کے دیکھتے رہے وه در تمام رات

میری طرح هین یه بھی کسی مه کے منتظر
رہتے هین واجو دیدہ اختر تمام رات

رہتے نہین ہین آپ تو رہنے لگا ہی آب
اک ہاتھ دل پہ ایک جگر پر تمام رات

جنبش جو یاد آگئی ابروے یار کی
آرے چلا کئے مرے دل پر تمام رات

پوچھا کبھی نہ دن کو بھی بھولے سی یار نے
کہیئے کٹی فراق مین کیونکر تمام رات

بالون مین کرتے ہین جو وہ گوہر فشانیان
موتی ہین رولتا ہون برابر تمام رات

سر چوٹ وصل یار مین بجنا گجر کا ہے
پڑتی ہے موگری مرے دل پر تمام رات

ہوش و حواس کیون نہ مین غش کر کے دون نثار
زانو ہے اون کا اور مرا سر تمام رات

کسکی تلاش ہے اسے کس سوگ مین ہے یہ
پھرتا ہے مہ جو کھولے ہوئے سر تمام رات

پریان اٹھا کے تمکو نہ لے جائین بام سے
سوتے ہو چاندنی مین نکھر کر تمام رات

ہین زیر خاک آج لحد مین پڑے ہوئے
سوتے تھے فرش گل پہ جو دن بھر تمام رات

حیدر یہ تھین تمام وفاداریان تمام
بلوے مین لیٹے فرش نبی پر تمام رات

نایاب ہمنے انکی زلفِ سیاہ کو
کیلا ہے پھونک پھونک کے منتر تمام رات

نہین ہوتی بسر شبِ فرقت
ہے دراز اسقدر شبِ فرقت

کیا غضب ہے سحر نہین ہوتی
نہین بجتا گجر شبِ فرقت

اِک پری کے لیے تڑپتے ہین
دل و جان و جگر شبِ فرقت

زلفِ شبگون کا اپنے سمجھے عکس
یار دیکھے اگر شبِ فرقت

آج اوس ماہوش کے آنے سے
نہین آتی نظر شبِ فرقت

شعلہ سان ایک شمع رو کے لئے
دھن رہا ہون مین سر شب فرقت

رات کو آپ جب نہین آتے
آتی ہے پھر سے گھر شب فرقت

پھر کوئی دم کی زندگی ہوگی
آج کاٹی اگر شب فرقت

بیڑیان ہین تصور کاکل
قید خانہ ہے گھر شب فرقت

تیرے سایے سے دم الجھتا ہی
الحذر الحذر شب فرقت

عمر دن رات کٹتی جاتی ہی
نہین کٹتی مگر شب فرقت

نہ کیونکر روح پیری مین ہو تجھسے ای بدن رخصت
سحر ہوتے ہی ہوجاتی ہے شمع انجمن رخصت

لپٹ کر تم گلے سے منہ پہ منہ رکھ دو کہ جاتا ہون
بدن سے ہو بدن رخصت دہن سے ہو دہن رخصت

کلیسا کی طرف سے آپ گر تشریف لیجائین
بتون کو بندگی کر کے ابھی ہو برہمن رخصت

اشارہ ابرو خمدار کا دکھلا کے جب نکلا
لگا کر تیغ ہمکو ہو گیا وہ تیغ زن رخصت

شب وصلت مین یوسف کیطرح ہوگا وصال اپنا
ہماری جان ہوگی سونگھکر سیب ذقن رخصت

رہا کرتی ہمیشہ کوچۂ زلف معنبر مین
اگر دیتا مری روح مقید کو بدن رخصت

لپٹ کر یون ہر اک عضو بدن سے جان جاتی ہی
عزیزون سے گلے مل مل کے ہو جیسے دلہن رخصت

نہ لو تم نام جانے کا ہماری جان جائیگی
تمہارے ساتھ ہوگی جان بھی ای جان من رخصت

عبث ہے شاہد وحدت سے ملنے کی ہوس تجکو
نہوگا جبتلک اے نایاب تیرا ما و من رخصت

کیا پوچھتے ہو ابرو خمدار کی صفت
اسکی وہی صفت ہے جو تلوار کی صفت

زیبِ دہان یار ہے اغیار کی صفت
غنچہ سُنا رہا ہے مجھے خار کی صفت

مجھسے عدم مین جب ہوئی تفتیش شغل بیت
بولا لکھا کیا کمرِ یار کی صفت

ہر سو اڑاے پھرتی ہے مجکو ہواے آہ
حاصل ہے لاغری مین بھی طیار کی صفت

نایاب جی لگا کے سنو جو تمہین سناے
ذکر حسن ہی حیدر کرار کی صفت

ہنستے ہین جب دکھائینگے جلوے چمک کے دانت
تارے بنین گے دیدۂ انجم فلک کے دانت

جب روشنی ظہور دکھائین چمک کے دانت
پھر کیون نہ تیرے دانت یہ ہون ہر ملک کے دانت

مست مے وصال ہون فرمائیے معاف
گر جا پڑین حضور کے لب پر بہک کے دانت

تارے نہین یہ ٹوٹ رہے ہین سپہر سے
گرتے ہین ٹوٹ ٹوٹ کے پیر فلک کے دانت

ردیف ثاے مثلثہ

کل یہ تمنے وصل کو ٹالا عبث
آج لائے وعدۂ فردا عبث

کاکلِ پیچان کا ہی سودا عبث
دل کو دیوانے نہ توا الجھا عبث

بے اثر تقریر سے ہوتا ہے کیا
واعظو سمجھا رہے ہو کیا عبث

ذکر زلفِ یار کر اے باغبان
تذکرہ ہے سنبل تر کا عبث

اوسنے کھولا تک نہین خط کو مرے
مینے اے قاصد اوسے لکھا عبث

یاد اوس گل رو کے عارض آگئے
مینے گل کو باغ مین دیکھا عبث

سب کہینگے پیر جلادِ فلک
سُرخ جوڑا آپ نے پہنا عبث

بُت پرستی چہوڑ دی اچہا کیا
مائلِ حسنِ صنم دل تہا عبث

حُسنِ دو روزہ پہ یہ ناز و غرور
سچ تو یہ ہے بے فائدہ بیجا عبث

ساغر و صہبا نہین پہر لطف کیا
ابر تو ہے ہر طرف چہایا عبث

اُمڈی آتی ہین بلائین بے طرح
گیسوؤن کو تمنے بنوایا عبث

اونکے دانتون سے ملانیکے لئے
جوہری لایا دُرِ یکتا عبث

کیا ہوا اگر مینے بوسے لیا
آپ نے مجہپر کیا غصا عبث

مین جو آوارہ ہون واعظ تجہکو کیا
مجکو سمجہاتا ہے بیہودا عبث

تصفیہ کر لین برہمن شیخ سے
کیون لگا رکہا ہے یہ قصا عبث

اوس لبِ معجز نما کے سامنے
قصۂ جان بخشیٔ عیسا عبث

کس طرح دیکہون کمر کو یار کی
حوصلہ ہے دیدِ عنقا کا عبث

وہ پری بولا سوالِ وصل پر
ہے تمنا اِسکی اے شیدا عبث

قدر دانی کا زمانہ ہو چکا
اب ہے اے **نایاب** کچہ کہنا عبث

ردیف جیم معجمہ

صدمے سہے فراق کے کیا کیا اوٹہائے رنج
اک بیوفا کو پا کے بہت مینے پائے رنج

کہتا ہے یار جہوٹ ہے سب ماجرای رنج
کیونکر کوئی نکال کے دل سے دکہائے رنج

یا رب کبہی نہ شاد ہوا وصل یار سے
کیا اپنی کائنات تہی مختص برائے رنج

وہ رنج دوست ہون کہ یہی چاہتا ہے دل
قالب مین میرے روح کی صورت سمائے رنج

بولے شب وصال مین سنکر وہ حال دل
ہنگام عیش ہے نہ کہو ماجرائے رنج

غیرون کے واسطے ہین زمانے کی نعمتین
میرے لئے ہوئی ہے مقرر غذائے رنج

شاخ نہال عیش بہت خشک ہو گئی
چلتی ہے جب سے گلشن دل مین ہوائے رنج

قسمت مین میری کاتب قدرت نے کاشکے
لفظ نشاط لکہدیا ہوتا بجائے رنج

خلعت دیا رقیب کو سرکار حسن سے
دی بادشاہ عشق نے مجکو قبائے رنج

کی جب سے مینے بحر الم کی شناوری
کہتے ہین آشنا مجہے سب آشنائے رنج

حد سے زیادہ بوجہہ اوٹہانا محال ہے
کیون دل نہ بیٹہہ جائے جب اتنا اوٹہائے رنج

عسرت کے بعد ہوتی ہے عشرت جہان مین
تو ابتدائے عیش سمجہہ انتہائے رنج

ممکن ہے انبساط سے غم کا مبادلہ
ہے ایک ہی خدای مسرت خدائے رنج

ایہ ماکیا خدا نے جو ہمکو اوٹہا لیا
جب سے رہے جہان مین برابر اوٹہائے رنج

نایاب عرض حال کرے کیونکر آپ سے
ایسا نہو مزاج مبارک مین آئے رنج

جلوہ فرما ہے خیال روے دوست
قصر دل اپنا پریخانہ ہے آج

انقلاب چرخ دیکہو عندلیب
کل جو تہا آباد ویرانہ ہے آج

ہم ہین اور وہ شعلہ رہے خیر ہو
اُس پری کا روے زیبا دیکھکر

روز وصل شمع و پروانہ ہے آج
کوئی بیخود کوئی دیوانہ ہے آج

اک پری کو خواب مین دیکھا تھا رات
اسلئے **نایاب** دیوانہ ہے آج

ردیف حاے حطی

نکل گئی ہے بدن سے فراق یار مین روح
جو وہ پھر آئین تو پھر آئے جسم زار مین روح

نکل کے جسم سے جائیگی کس مزار مین روح
رہیگی بعد فنا اپنی کوے یار مین روح

مرا بھی خاتمہ یوسف کی طرح ہو جاے
سنگھا دو سیب ذقن اب ہے احتضار مین روح

فنا کے بعد بھی فرہاد کا جنون نہ گیا
بھٹکتی پھرتی ہے ہر سمت کوہسار مین روح

تلاش کاکل و رخ نے یہ تفرقہ ڈالا
حلب مین ہے دل افسردہ اور تتار مین روح

چھڑا دے تو اسے اب قید سخت سے اے مرگ
بہت دنون سے ہے اس جسم کے حصار مین روح

رہا کرینگی جو اسکو رگون کی زنجیرین
رہے گی بو کی طرح جیب زلف یار مین روح

شب فراق کی دیکھی ہے اسنے دل تنگی
کسی طرح سے نہ گھبرائیگی مزار مین روح

وہ اپنی طرح اسے بھی خراب کر دیتا
مگر ہوئی نہ مرے دل کے اختیار مین روح

شب وصال مین تکرار کی جو عادت تھی
بہت فرشتون سے بحثی مری مزار مین روح

کہان یہ لطف وصال صنم مین اے **نایاب**

مرے اوٹھاتی ہے جو اوسکے انتظار مین روح

عارض پُر نور کی دیکھے اگر تنویر صبح
دامن شب مین چھپائے مُنہ کو بے تاخیر صبح

وصل مین کرتی ہے کیون حالت مری تغیر صبح
حشر کے دن ہونگا مین تیرا گریبان گیر صبح

ایک بوسے پر نکالین تونے لاکھون حجتین
ہوگئی تکرار ہی مین اے بت بے پیر صبح

کھوچکے عہد جوانی اب تو ہوئے پُر نور دل
ظلمت شب ہو چکی ظاہر کرے تنویر صبح

صبح کو جاتا ہے گھر آتا ہے شب کو ماہرو
قابل توقیر شب ہے لائق تعزیر صبح

وصل مین تو شام سے موجود تھی ای آسمان
اب شب فرقت مین کیون کرنے لگی تاخیر صبح

دیتے ہین نسبت تجھے روئے صبیح یار سے
شاعرون نے کیا بڑہائی ہے تری توقیر صبح

ہجر مین اوس ماہ کے تار شعاع مہر سے
مارتی ہے دل پہ ای نایاب کیا کیا تیر صبح

تمام رات نہ گردش کرو قمر کی طرح
ہمارے خانۂ تن مین رہو جگر کی طرح

یہ کیسی بات ہے باتین کرو بشر کی طرح
دہن کو اپنے چھپائے ہو کیون کمر کی طرح

ہٹاؤ کاکل شبگون کو اپنے عارض سے
اوٹھاؤ رُخ سے نقاب سیہ سحر کی طرح

وہ بجلی آج گراتے ہین خوب ہنس ہنسکر
برس پڑین مری آنکھین نہ ابر تر کی طرح

ہوئی جو ترک محبت تو آپ غرض کیا ہے
رہین رقیب ترے گھر مین اپنے گھر کی طرح

رُکے رُکے نظر آتے ہو مہربان ہم سے
کہان وہ لطف ملاقات پیشتر کی طرح

وہ دہنے پہلو سے بائین طرف اب آ بیٹھے
کہین نہ دل کا بھی احوال ہو جگر کی طرح

جو روئے گوہر دندان کی یاد مین نایاب
ہمارے اشک کے دانے گرے گہر کی طرح

ردیف خاے معجمہ

ماہ ہی مہر ہی یا کوئی ستارا ہی وہ رخ
اے منجم مجھے بتلادے ذرا کیا ہی وہ رخ

کیون نہ مخلوق ہمہ تابع احکام رہے
خاتم دست سلیمان کا نگینا ہے وہ رخ

لب ہی عناب تباشیر جبین سیب ذقن
واہ کیا قوت نظارہ کا نسخا ہی وہ رخ

نور افشان ہے کہین انجم تابان سے سوا
مہ پر نور سے دہ چند مصفا ہی وہ رخ

آنکھین نرگس ہین گل تر ہین وہ دونون عارض
صحن گلشن سے بھی دلچسپ زیادہ ہی وہ رخ

بینی منبر ہی تو محراب ہین دونون ابرو
شیخ سجدہ کرے کعبے کا نمونہ ہی وہ رخ

کیا سراپا ہی مرے یار کا سبحان اللہ
دست و پا حور کے پائے مین پری کا ہی وہ رخ

قابل دید ہے نایاب طلسم عارض
سحر ہے چشم فسون ساز تماشا ہے وہ رخ

گر وہان ہے لباس جانان سرخ
اشک خونین سے یان ہے دامان سرخ

ہم پہ خون روئے دشت وحشت مین
ہوگیا دامن بیابان سرخ

اور پلوا شراب اے ساقی
ابھی آنکھین نہین ہین چندان سرخ

جھک کے دیکھو تو عکس عارض سے
نظر آنے لگے گریبان سرخ

ہم سمجھکر عتاب زرد ہوئے
جب ہوائی سے روے جانان سرخ

رخ رنگین کے آگے پھیکے ہین
لاکھ ہون لالہ گلستان سرخ

وہ بھی دن ہو کہ دیکھنا ہو نصیب
اپنے خون سے کسی کا دامان سرخ

بوسہ لب نہ دینگے وہ نایاب
مین عبث کر رہا ہون دندان سرخ

ردیف دال مہملہ

چمن مین رہنے دے بلبل کا آشیان صیاد
خدا بہشت مین دیگا تجھے مکان صیاد

قفس مین آئے اگر یاد بوستان صیاد
تو ہم اسیر نہ کیونکر کرین فغان صیاد

قفس مین مجکو سمجھنا نہ رائگان صیاد
ملین گے دام جو ملجائے قدردان صیاد

کبھی کبھی یہ چمن کی ہوا کھلاتا ہے
ہوا ہے مجھپہ کئی دن سے مہربان صیاد

کبھی تو دام اجل مین پھنسے گا او ظالم
نجائے گی مری فریاد رائگان صیاد

خدا کو مان رہا کر مجھے ترحم سے
نہین رہی مجھے اب طاقت فغان صیاد

ترے کرم سے قفس مین نہال ایسا ہون
کہ دل سے بھول گئے لطف آشیان صیاد

اداس پاتا ہے مجکو جو اور باتون سے
تو حسن گل کی سناتا ہے داستان صیاد

قفس مین پھول جو رکھے ہین تو نے لا لاکر
ہوا ہے اب تو گلستان مرا مکان صیاد

الٰہی خیر ہو گلشن مین عاشق گل کی
لگے ہین تاک مین گلچین و باغبان صیاد

چمن میں رہنے کا ہے لطف موسم گل تک
قفس ہی باغ سے بہتر دم خزان صیاد

کھٹک رہے ہیں دل عندلیب نالان میں
چمن میں خار ہیں گلچین و باغبان صیاد

قطعہ

اسیر تازہ ہوں وحشت زدہ طبیعت ہے
یہی سبب ہے جو کرتا ہوں میں فغان صیاد

معاف رکھ مجھے تھوڑے دنوں کے بعد اگر
کروں میں آہ تو پھر کاٹیو زبان صیاد

عجیب واقعہ و طرفہ ماجرائیست
شنیدنی ہے مرے غم کی داستان صیاد

فراق گل میں تو خود مضمحل ہوں روتا ہوں
ستم ہیں اسپہ تری اور جھڑکیاں صیاد

اسیر ہونے کا کچھ بھی الم نہیں مجھکو
جہاں میں عیش و مصیبت ہے توامان صیاد

ہوا سے باغ بھی نایاب ہوگئی **نایاب**
قفس کو پردے میں رکھتا ہے اپنان صیاد

دل **نایاب** کو ہے ابروے خمدار پسند
اس سپاہی کو ہوئی ہے یہی تلوار پسند

روز روشن کی نہ خواہش نہ شب تار پسند
آپ کے عارض و گیسو ہیں مجھے یار پسند

جب کہا میں نے کہ مجھکو نہیں انکار پسند
ہنسکے بولے کہ مجھے بھی نہیں اصرار پسند

آپ کو ہونے لگی صحبت اغیار پسند
ہم بھی کرلینگے کوئی اور طرحدار پسند

دیکھیے ہوتا ہے سودا مرے دل کا کبتک
پھیر دیتا ہے اسے کرکے خریدار پسند

ہے یقین بعد فنا اسکو ہما کھائیگا
ہڈیاں جب نہ کرے گا سگ دلدار پسند

روز و شب صفحۂ ہستی پہ پھرا کرتے ہیں
میرے پاؤں کو ہوئی گردش پرکار پسند

خانگی حسن کا خواہان ہوں خریدار ہوں میں
جائیں یوسف کو کریں مردم بازار پسند

عارض و چشم و لب و زلف کا خواہاں ہو نہین — شش جہت مین مجھے آئے یہی دو چار پسند

کونسا رنج ہے جسکی نہین خواہش دل کو — ہم سا دنیا مین نہو گا کوئی آزار پسند

فخر ہو ناسخ و آباد یہ مجبکو نایاب
جب کرین حضرت سیماب یہ اشعار پسند

حورون کو خلد گل کو ہوا گلستان پسند — پر یار نے کیا مرے دل کا مکان پسند

سب کہتے ہین خدا کو بہت ہے اذان پسند — اے بت تجھے نہین مرا شور و فغان پسند

ابرو کو سر چڑہاتے ہین کیون مردمان چشم — کیا ان سیاہیون کو ہوئی یہ کمان پسند

گل کی قبا کو دیکھکے بولا وہ نازنین — کیونکر کرے کوئی یہ لباس گران پسند

کرتا ہے اپنے چاہنے والون سے اجتناب — ایسا تجھے غرور ہوا اے جوان پسند

ہم سا ہے کون رد خلائق کہ بعد مرگ — کتون کو بھی نہ جسکی ہوئین ہڈیان پسند

سچ ہے کہ ذکر عیش مین ہی لطف عیش ہے — ہوتا ہے دل کو وصل صنم کا بیان پسند

سنتا ہے گوش دل سے وہ حال دل حزین — کیا یار کو ہوئی ہے مری داستان پسند

کیا دیکھون تیری مہر معمر کو آسمان — واقع ہوئی ہے اپنی طبیعت جوان پسند

پہلو سے ہو کے آتا ہے دل کے مکان تک — کیا درد کو ہوئی ہے یہی نردبان پسند

نایاب کو تو آپکے دانتون کا عشق ہے
موتی کو جوہری کرین اے جان جان پسند

یار نے ترک کیا جور و جفا میرے بعد — واے قسمت ہوئی مقبول دعا میرے بعد

نہوا کوئی عزادار مرا میرے بعد
مرا ماتم مرے ارمان نے کیا میرے بعد

قبر پر سورۂ الحمد پڑھا میرے بعد
کس بہانے سے کیا شکر خدا میرے بعد

بال کھولے ہوئے بیتاب پڑے گا پہرنا
دیکھیے گا اثر آہ رسا میرے بعد

پھر کوئی آنکھیں بچھائے گا نہ یون زیر قدم
خاک پر لوٹے گا نقش کف پا میرے بعد

میرے گل تک اوسے ای باد صبا پہنچانا
دہن گور سے آئے جو صدا میرے بعد

شوق سے بولے گا ہنسے گا بے سود پری رخ
بت نہ بنجائیے گا پھر خدا میرے بعد

مجکو ناکام اوٹھایا ہے جو قسمت نے مری
عشق معشوق سے کرتا ہے حیا میرے بعد

اوسکی زلفون کا ہی سودا مرے دم تک نایاب
سر چڑہے گی نہ کسیکی یہ بلا میرے بعد

ردیف ذال معجمہ

باندہے سونے کا وہ اگر تعویذ
کیا کھلے گورے ڈنڈ پر تعویذ

عامل وہ پری مرا نہوا
کیا ملا مجکو باندہکر تعویذ

الحذر کیا بلا ہے سایۂ عشق
اوسپہ کرتا نہیں اثر تعویذ

کیا ہوا ہوگئی بلائے فراق
اونکے بازو کا دیکھکر تعویذ

کیون نہ اوس زلف کو کہون شبگون
کہکشان مانگ ہے قمر تعویذ

کیا اوسے بھی ہمارا خط سمجھا
تمنے پہینکا جو پہاڑ کر تعویذ

پیش تقدیر کچھ نہین نایاب
لاکھ سے لکھے کوئی اگر تعویذ

ردیف رائے مہملہ

اوس ترک جنگ جو کی نہین ہے اگر کمر — باندہی ہے کس طرح سے مری قتل پر کمر
پوشیدہ ہی نگاہ سے او رشتہ کمر — عنقا ہے تیری اے بتِ نازک کمر کمر
آئے گا کچھ نہ ہاتھ مرے توڑ کر کمر — بہرِ خدا نہ باندہیئے بہرِ سفر کمر
دنیا سرا ہے بیٹھے ہو کیا کھول کر کمر — باندہے رہو مسافرو بہرِ سفر کمر
قاصد نشان کوچۂ قاتل کا ہے یہی — ہوتا ہے خون اوس کی گلی مین کمر کمر
بیشک پل صراط پہ ایمان لائینگے — منکر بھی دیکھ لینگے تمہاری اگر کمر
ہم اپنے جسم زار سے کرتے مقابلہ — آتی نظر جو ای بتِ نازک کمر کمر
کب سے جھکا ہوا ہے تو ای آسمانِ پیر — دو اک گھڑی کے واسطے سیدہی تو کر کمر
دیکھا تو صاف چھپ گئی گردِ نگاہ مین — تارِ نظر سے بھی ہے وہ باریک تر کمر
لفظِ کمر کو دون کمر دناف سے مثال — ہے میم ناف مرکزِ کافِ کمر کمر
سونے کے وقت غور سے دیکھا وصال مین — چاندی کا تار ہے تری او سیمبر کمر
ہوتا دہانِ یار جو ظاہر تو پوچھتے — گر تجکو ہے خبر تو بتا ہے کدہر کمر

نایاب وہ بشر نہو معدوم کسطرح

جس کا وظیفہ آٹھ پہر ہو کمر کمر

دی جان مینے ایک بت سبزہ رنگ پر
کالی جمے نہ کیون مرے مرقد کے سنگ پر

اے بت جو یاد مین تری مین اشکبار ہون
ہے فوق میرے آنسوؤن کو آب گنگ پر

روے صبیح یار پہ تل جا بجا نہین
اہل حبش چڑھ آئے ہین ملک فرنگ پر

فرہاد خود ہلاک ہوا اپنے فعل سے
کیون ڈالی آنکھ غیر کے ناموس و ننگ پر

ہنگام مے کشی جو وہ بت آگیا نظر
شیشہ اوٹھا کے پھینکدیا ہمنے سنگ پر

اوڑنے لگا جو شمع رخ یار کے حضور
دہوکا پتنگ کا ہوا مجکو پتنگ پر

مینا نے زہر کھایا خط سبز پر ترے
کندن کو رشک کیون نہو عارض کے رنگ پر

ہیرا کھلا ئینگے یہ جواہر فروش کو
خون ہوگا آپکے لب یاقوت رنگ پر

کیونکر نہ قصر یار کی دیوار پھاند لے
ہے زور پر شباب مرا دل اومنگ پر

کیا خون بہا ہی ہے تمہارے شہید کا
منہدی جو پیس جاتے ہو مرقد کے سنگ پر

آنکھیں لڑین جو کھینچ کے تیغ نگاہ ناز
ترکان چشم ہوگئے آمادہ جنگ پر

کیون پاس سے بت پہ روتا ہی تو سر دہرے ہوے
نادان کوئی گھر بھی گراتا ہے سنگ پر

نایاب کیا بیان کرون اس جہان کا طور
دو روز بھی کبھی نرہا ایک رنگ پر

گھر ہو رہا ہے ہجر صنم مین مکان گور
کٹتے ہین اپنی زیست کے دن درمیان گور

آخر اسی مین آکے سکندر ہوا مقیم
آرام کی جگہ ہے مقرر مکان گور

زیر زمین گڑے ہین سلاطین روزگار
بہرام گور سے ہین ہزارون میان گور

بعد فنا جو موے کمر کا ہوا خیال
معدوم ہو گئی مری میت میان گور

آکر شب فراق مین وہ میرے گھر رہے
منظور ہو کسیکو اگر امتحان گور

تنہا مزار مین مجھے سب چھوڑ جائینگے
اے یاس تو رہے گی نگہ پاسبان گور

مدفن مین چلکے چار قدم حشر کر دیا
کو چونک چونک اُٹھنے لگے خفتگان گور

نایاب قول ناسخ مغفور راست ہے
کیا فائدہ رہا جو ہمیشہ نشان گور

کل ہین زمین کے نیچے ہین آج اگر زمین پر
دو دن کے واسطے کیا بنوا ہین گھر زمین پر

اے غیرت مسیحا صاحب کی سر زمین پر
پاؤن کے بدلے عیسیٰ رکھتے ہین سر زمین پر

بنوا رہا ہے غافل کیا اپنا گھر زمین پر
کل ہوگا تو زمین مین ہے آج اگر زمین پر

کوٹھے سے وہ اوتر کر آئے اگر زمین پر
گردون ابھی پکارے اوترا قمر زمین پر

ہم زیر بام تم ہو کوٹھے پہ وصل کیا ہو
تم ہو ادہر فلک پر ہم ہین ادہر زمین پر

ہو خاکسار پرور گر سر بلند ہو تو
پتون سے سایہ گستر ہی ہر شجر زمین پر

وہ رشک مہر جسدم کوٹھے پہ جلوہ گر ہو
غیرت کہے قمر سے اب تو اوتر زمین پر

تیرا ہی نام ہر دم ای دوست رٹ رہے ہین
حور و ملک فلک پر جن و بشر زمین پر

تم تو پلنگ پر وان پھیلا کے پاؤن سوئے
تڑپا کیا یہ مضطر یان رات بھر زمین پر

زیر زمین وہ کیسے پیچکے پڑے ہوئے ہین
چلتے تھے مست نخوت جو دوڑ کر زمین پر

یان چرخ سے ملک بھی آکر پھنسے گنہ مین
ہے جال معصیت کا پھیلا مگر زمین پر

میری طرف سے اتنا واعظ سے کوی پوچھے
پہنچی تمھین فلک کی کیونکر خبر زمین پر

ہین منعمون مین ناحق جھگڑے عمارتون کے
آخر کو تصفیہ ہے اک مختصر زمین پر

کیا نقش پا کی تیری ان سب کو جستجو ہے
رکھتے ہین راہرو کیون اپنی نظر زمین پر

ہے انتظار قاصد اور مرغ نامہ بر مین
گاہے نظر فلک پر گاہے نظر زمین پر

دست طمع بڑھاؤن ایسا نہین گدا مین
اے آسمان ہن بھی برسین اگر زمین پر

طوفان بپا کرین ہم گر اپنی چشم تر سے
دم بھر مین بیٹھ جائین لاکھون کے گھر زمین پر

ساقی دعائین دے گی مجھہ بادہ کش کی مٹی
کوئی سبو گرے گا گر ٹوٹ کر زمین پر

ہم سمجھے دل کی خواہش سب خاک مین ملیگی
اترا پلنگ سے جب وہ روٹھکر زمین پر

نایاب یہ زمین تو حصے مین میرے آئی
استاد کے اجارے ہین ورنہ ہر زمین پر

نہ جائے زر کے لئے اہل مال کے در پر
بشر کو چاہیئے قانع رہے مقدر پر

ہوا ہے قبضۂ زنگی حلب یہ ہم سمجھے
نہین یہ خال سیہ عارض سمن بر پر

وہ صاف ہے تری دیوار جب نظر ڈالی
پھسل کے پاے نگہ صاف جا پڑا در پر

دکھاؤ ہمکو بھوین ورنہ قتل ہوتے ہین
ابھی رگڑتے ہین اپنے گلے کو خنجر پر

گمان دیو شب ہجر کا ہوا ہمکو
نظر پڑی جو رقیب سیاہ منظر پر

ہمارے خط کو جو لیجائے گا تو کیا ہوگا
نہ ٹوٹ جائین گے اس بار سے کبوتر پر

ہمیشہ سیج پہ پھولون کی آپ سوتے ہین ‏ — ملے گا خاک بھلا چین میرے بستر پر
صفاے بستر محبوب کا یہ عالم ہے ‏ — کہ ماہتاب بھی ہے لوٹ اوسکی چادر پر
اولجھتی ہے یہ کسی سے کسیکو پھانستی ہے ‏ — خدا کی مار ترے کاکل معنبر پر
گئی نہ مرنے پہ بھی اپنی یہ گران باری ‏ — ہماری خاک ہوئی بار دوش صرصر پر

یہی ہے نیت **نایاب** اے خداے کریم
پڑہون درود دل وجان سے مین پیمبر پر

اپنے گھر سے جو نکالے گا خفا تو ہوکر ‏ — تیری چوکھٹ ہی پہ رہجاؤنگا بازو ہوکر
تھوڑا تھوڑا یہ ہوا دیکھکے چہرہ تیرا ‏ — اوڑ گیا رات کو مہتاب بھی جگنو ہوکر
غم فرقت نے کیا مجکو یہ پانی پانی ‏ — بہ گیا خون جگر آنکھ سے آنسو ہوکر
ہم پریزادون کو باتون مین لگا لیتے ہین ‏ — اپنی تقریر اثر کرتی ہے جادو ہوکر
اونکی فرقت مین جو دیکھون گا مہ عید کا چاند ‏ — ماہ نو قتل کرے گا مجھے ابرو ہوکر
شب غم سے نہین ہوتا ہے کبھی چھٹکارا ‏ — روز لاتی ہے بلا سر پہ یہ گیسو ہوکر
مشک وعنبر کی ہر اک سمت سے بو آتی ہے ‏ — کیا صبا آئی ہے تو جانب گیسو ہوکر
ہون مین وہ عاشق قامت کہ قیامت مجپر ‏ — لائی شمشاد لب جو قد دلجو ہوکر

چاشنی اونکی اداؤن مین ہے کتنی **نایاب**
لب شیرین کا دیا بوسہ ترشرو ہوکر

طور پر جلوہ دکھا برق تجلی ہوکر ‏ — ہمہ تن محو ہون مین دیدۂ موسی ہوکر

سامنا ہو گیا جسوقت حسینوں سے کہیں | نکل آیا دلِ مضطر مرا پارا ہوکر
کسقدر علم سے بے بہرہ ہیں اربابِ دول | باوا تک نہیں پہچانتے راجا ہوکر
کون کہتا ہے کہ آویزہ ہے کانوں میں ترے | اوتر آیا ہے یہ تارا کوئی ٹوٹا ہوکر
ہم جو وعدے پہ نکل آئے اجی کیا کہیے | رہ گیا عیش کا سامان مہیا ہوکر
بخت برگشتہ کی تاثیر ذرا دیکھو تو | نگہِ یار پھری ہم سے زمانا ہوکر
اپنا اعجاز اگر عیسیِ لب دکھلائے | طوطیِ خط ترا کلمہ پڑھے گویا ہوکر
یار نے خط میں لکھا ہے مجھے محرومِ وصال | نامہ بھی آیا ہے تقدیر کا لکھا ہوکر
تیز زبان کم ہوئیں وصفِ دہنِ شیریں میں | توسنِ طبع مرا رہ گیا میٹھا ہوکر

خشک ہونے کا نہیں مزرعِ دل اے **نایاب**
آبلہ دل کا برس جائے گا چھالا ہوکر

رہا ہوں مثلِ عنقا چشمِ مردم سے نہاں ہوکر | ہوا ہوں شہرۂ آفاق میں کیا بے نشاں ہوکر
رہوگے کب تلک عزلت نشینِ لامکاں ہوکر | دکھاؤ پرتو اپنی تجلی کا عیاں ہوکر
کبھی اس روح و تن کا ساتھ اے جان چھوٹ سکتا ہے | سمائی ہے تری الفت مرے قالب میں جاں ہوکر
یہاں غافل معاصی کو چھپاتا ہے تو کیا ہوگا | قیامت میں گواہی دینگے یہ اعضا زباں ہوکر
اوٹھانے والے بیٹھے جاتے ہیں بل بے گرانباری | کیا ہے میرے جنازے نے سبک مجکو گراں ہوکر
کلیجا شاعروں کا فکرِ مضموں میں ہوا پانی | زمینِ شعر نے ایذائیں دی ہیں آسماں ہوکر
بہت تکلیف ہوتی بات کرتا گالیاں دیتا | بڑی راحت ہوئی اوس نازنیں کو بے دہاں ہوکر

عبث ہمسایہ میری آہ و زاری سے پریشان ہے	حفاظت رات کو کرتا ہون اسکی پاسبان ہو کر
بڑا بانباز ہون پیچھے پڑے گا کیا قدم میرا	ہے تجھے منظور اے قاتل جو میرا امتحان ہو کر

بلائین لیتی ہین **نایاب** کیا کیا حسرتین میری
تصور یار کا آیا ہے دل مین میہمان ہو کر

آئے ہون میری طرح غش اوس سراپا نور پر	کس لئے پروانہ ہین موسی چراغ طور پر
زخم خوردہ ہے مرا دل اک ہلالی تیغ کا	چادر مہتاب کا پہاہا لگے ناسور پر
مین اگر عاشق ہوا او سیر تو کیا تقصیر کی	زاہدو تم بھی تو مرتے ہو بہشتی حور پر
کیون نہ شیطان تاک مین رہتا متاع زہد کے	پڑتی ہین چورونکی آنکھین خانۂ معمور پر
ہم بھی ہین اوس بادشاہ حسن کے در کے فقیر	فخر ہے جسکے گدا کو قیصر و فغفور پر
عارض و قد و رخ و زلف صنم کو فوق ہے	ماہ پر شمشاد پر گل پر شب دیجور پر
خانگی معشوق سے ملنا بہت دشوار ہے	قیس عریان کیون ہے عاشق لیلی مستور پر
ماشاءاللہ چشم بد دور آنکھہ مسکر یار کی	کرتی ہے چشمک زنی کیا نرگس مخمور پر
بعد مردن دے کے دو گز کا کفن اترا اسمان	تہمت خلعت لگائی کسلیے مجھہ عور پر

جبہہ سائی سے ہوا **نایاب** کا تاج صنم
ہم تواضع سے ہوئے غالب بت مغرور پر

باعث نشو و نما ہے گل ہی باران بہار	کیون نہو پہر بلبل شیدا کو ارمان بہار
آج کل ہم مے کشون کو ہے یہ فرمان بہار	مے پرستو پہلے چلو گلشن مین سامان بہار

گر خزان مین بھی وہ رشک گل ہو خواہان بہار
ہو تنور لالۂ صحرا سے طوفان بہار

موسم گل پھر کہان گلبانگ بلبل پھر کہان
چار ہی دن تک چمن مین ہی یہ سامان بہار

کیون نہ کہیے باغ خوبی تجکو اے رنگین مزاج
زلف سنبل گل ہین عارض خط ہین ریحان بہار

رونق گلگشت ہے بیشک تری گلگشت سے
اے گل تر کیون نہو تجھپر فدا جان بہار

کچھ نہ بن آئے جوانان چمن سے باغبان
گھر گیا فوج خزان مین اب تو سلطان بہار

سچ چڑہاد تیری آنکھون پر یہ اے گلرو نہین
نرگس شہلا چھپی ہے زیر دامان بہار

آمد آمد ہے خزان کی گل گریبان چاک ہین
نوحہ خوانی کر رہی ہین عندلیبان بہار

پہول پیتے ہین چمن مین گلرخون کا ساتھ ہی
راس آیا ہے کب واہی نایاب سامان بہار

ردیف زاے معجمہ

ہے گلون کی مفت نشو و نما دو چار روز
دیکھ لے بلبل گلستان کی ہوا دو چار روز

خط کے آنے پر رہیگی کب یہ صورت آپکی
مہربان کر لیجیے ناز و ادا دو چار روز

ایک ہی نظارے مین غش کر گئے کیون اے کلیم
دیکھنا تھا پرتو اوس نور کا دو چار روز

بادہ نوشی کیجیے چل کر کنار آب جو
چاندنی کا ہے سمان اے مہ لقا دو چار روز

روشنی مہتاب مین خورشید سے دہ چند ہو
گر ترے رخ سے کرے کسب ضیا دو چار روز

ایک ہی ہفتے مین دنیا سے چلے سوی عدم
سیر کرنے کو یہان آئے تھے کیا دو چار روز

مین ہوا خواہِ چمن تہا اس لئے مرنیکے بعد
گل چڑہا جاتی ہے مرقد پر صبا دو چار روز

کیا کہون **نایاب** وہ آئے نہ جب دو چار دن
روح قالب سے رہی میرے جدا دو چار روز

مجہہ سے سیدہی نہوئی گردشِ افلاک ہنوز
دشتِ غربت مین بگولا ہے مری خاک ہنوز

عارضِ صاف پہ ابتک نہین سبزی کا نمود
دور ہین صحنِ چمن سے خس و خاشاک ہنوز

اوس گل تر نے بدن اس سے ملا تہا شاید
عطر آگین ہی جو یہ کیسۂ دلاک ہنوز

زال دنیا ہے بخیلون سے نہایت راضی
کیا ہی مرغوب ہے اس قحبہ کو امساک ہنوز

کیا سبب ہے جو گریبان گلون نے پہاڑے
میرے گل نے تو دکہائی نہین پوشاک ہنوز

لاکہہ نالے کئے پر انکی خرابی نہوئی
ایک حالت پہ نظر آتے ہین افلاک ہنوز

ہے یہی آٹھہ پہر وردِ زبان **نایاب**
مین مدینے نہ گیا اے شہ لولاک ہنوز

ردیف سین مہملہ

خوب آئی ہے گلستان مین بہار ابکے برس
پہول پہننے کا مزا ہی اسے نگار ابکے برس

کیون جہکے پڑتے ہین سرو جوئبار ابکے برس
بار ہر آیا ہے شاید قد یار ابکے برس

بڑہ گیا ہے محتسب کا اقتدار ابکے برس
میکدے مین مست ہین ہم بادہ خوار ابکے برس

دل تو کہتا ہے چلو پر مین نہین جاتا وہان
جبر کو کیسا کیا ہے اختیار ابکے برس

خوب ہی پرزے اوڑائے تو نے ای دست جنون
ہو گئے جیب و گریبان تار تار اب کے برس

بہرتے تھے اگلے برس تک جو بدر کی دشت پر
توسن باد فنا پر ہین سوار اب کے برس

کوئی بہی اگلے برس کا لطف ہے ای آسمان
گو دہی ہے گردش لیل و نہار اب کے برس

ہے طبیعت ہند سے **نایاب** کی برخاستہ
خانۂ کعبہ دکہا پروردگار اب کے برس

کیا ہوا بیٹھہ گئے آپ جو اغیار کے پاس
گل کو بہی دیکھتے ہین باغ مین ہم خار کی پاس

زلف شبگون نہین اوس چاند سے رخسار کی پاس
وصل کا روز ہے فرقت کی شب تار کی پاس

ذرے افشان کے نہین ابروِ خمدار کی پاس
جوہرون کا ہے خزانہ تری تلوار کے پاس

یون عیان تل ہے تری ابروِ خمدار کے پاس
جسطرح ڈہال ہو رکہی ہوئی تلوار کے پاس

سچ ہے ہمسایہ نہین ہوتے شریک غم و رنج
جب گر آیا نہ عیادت کو دل زار کی پاس

یہی انصاف ہے تم غیر کے ہمسایہ مین رہو
سر پٹکتے رہین ہم رات کو دیوار کی پاس

تندرستون کو مریضون سے حذر لازم ہے
تم عیادت کو نہ جاؤ کسی بیمار کے پاس

خیر ہو بلبل شیدا کی چمن مین یارب
جہونپڑا اڈالا ہے صیاد نے گلزار کی پاس

وامق و کوہکن و قیس و زلیخا **نایاب**
دولت عشق فقط ہے نہین دو چار کی پاس

کرین تلاش نہ کس طرح ہر کسی کے پاس
کہ بہول آئے ہین دل اور جگر کسی کے پاس

زمانہ اور ہے طوفان اوٹہائینگے مفسد
نہ بیٹہیے جہنڈا یار ہر کسی کے پاس

صبا کا بھی نہوا دخل نامہ بر کیسا
کسی طرح سے نہ پہنچی خبر کسیکے پاس

کہین رقیب نہو جاے اسکا کھٹکا ہی
نہین تو بھیجتے ہم نامہ بر کسیکے پاس

بلا سے ہم جو رہے دور اسکا غم کیا ہے
ہمارا دل تو رہا عمر بھر کسیکے پاس

یہ زندگی کے بکھیڑے ہین سارے اے منعم
کہان مزار مین لعل و گہر کسیکے پاس

لحد کو جاتے ہوئے پاؤن کیون نہ پھیلائین
ہمین قیام ہے مدِ نظر کسیکے پاس

مسیح سے بھی مداوا نہو سکا نایاب
کہان ہے دارو درد جگر کسیکے پاس

ردیف شین معجمہ

پھول اگر رکھے مرا سرو روان بالاے دوش
نازکی بولے کہ ہے بار گران بالاے دوش

انتہا کا ضعف ہے تیرے اسیر زلف کو
بال کا سایہ ہے زنجیرِ گران بالاے دوش

پاؤن پڑتا ہون کبھی ارمان تو میرا نکال
ہاتھ رکھدے مسکرا کر اے جوان بالاے دوش

رکھدے گردن پر مری اے نازنین اس بار کو
تو اوٹھا سکتا نہین تیغِ گران بالاے دوش

مجھہ ہوا خواہِ چمن کی خاک کو بعدِ فنا
پھرتی ہے لیکر نسیم بوستان بالاے دوش

آرزوے قتل مین پاؤن پہ گردن جھک گئی
لیکے تیغ آیا جو وہ خودسر جوان بالاے دوش

میرے سرشانے کیطرف دیکھا جو اس سفاک نے
کیا صفِ مژگان نے مارین برچھیان بالاے دوش

جی مین ہے سر کاٹ کے کر دین حوالے یار کے
کب تلک لیکر پھرین بار گران بالاے دوش

یا نبی او سدم حمایت چاہیئے **نایاب** کی
لیکر آئین جب ملک گرز گران بالا سے دوش

ردیف صاد مہملہ

کل بزم مین اوس زہرہ جبین نے جو کیا رقص
دی چرخ سے زہرہ نے صدا ہل بے ترا رقص

دل چھین لیا رات کو اک زہرہ جبین نے
دکھلا کے مجھے غمزہ و انداز و ادا رقص

اللہ ری خوشی وصل مین جل مرینگی اسکو
پروانے کا دیکھے تو کوئی شب کو ذرا رقص

اسقدر جو مسرت تجھے زیبا نہین قاتل
مقتل مین جو کرتے ہین ترے بے سر و پا رقص

ہمکو نہ بلایا کہ ذرا دیکھتے ہم بھی
اے ماہ لقا سنتے ہین تھا شب کو ترا رقص

دل چٹکیون سے ملتا ہے آواز کا کھٹکا
آفت ہے ترا بھاؤ بتانا تو بلا رقص

دیکھے کوئی مقتل مین شہیدونکا تماشا
سر رقص جدا کرتے ہین اور پاؤن جدا رقص

ہے فصل بہاری کے جوانی کی مسرت
ہر اک روش باغ پہ کرتی ہے صبا رقص

ہوتا ہے جوانی مین مزہ رقص و غنا کا
پیری کے جو دن آئے تو پھر دیکھیئے کیا رقص

خوش ہوکے نظارے سے مری زہرہ جبین کے
پتلے کی طرح آنکھ مین پتلی نے کیا رقص

نایاب یہ سب زر کے لئے سہتے ہین ذلت
انصاف سے دیکھو تو نہین شرط حیا رقص

ردیفِ ضاد معجمہ

ہے یہان جسکو مےِ دیدار حیدر سے غرض
ساقیا اوسکو نہین صہبا و ساغر سے غرض

چین سے گھر بیٹھتے کیون خاک اوڑاتے دربدر
گر نہوتی نیاریون کو دولت و زر سے غرض

کب اسیرِ زلف کی پڑتی ہے سنبل پر نگاہ
عاشقِ عارض نہین رکھتے گلِ تر سے غرض

خوش رہین دیر و حرم مین رہکے شیخ و برہمن
ہم تو عاشق ہین ہمین ہے یار کے در سے غرض

صنعتِ آئینہ کی مجھپر حقیقت کھل گئی
خود نمائی کا طریقہ ہے سکندر سے غرض

یار تک خود لیکے جاونگا مین اپنا خطِ شوق
مجکو کیا قاصد سے مطلب کیا کبوتر سے غرض

برسون کی عرضِ تمنا اس دنی کے سامنے
ایک بھی نکلی نہ چرخِ سفلہ پرور سے غرض

کوے جانان تک اڑا لیجائے مشتِ خاک کو
ہے یہی میری فنا کے بعد صرصر سے غرض

انتہا کا طول کھینچا وعدۂ دیدار نے
ابتو اے **نایاب** اٹکی روزِ محشر سے غرض

جب وہ گلشن کو دکھاتے ہین بہارِ عارض
بلبلین کرتی ہین گل لیکے نثارِ عارض

جانِ من کیون نہ ہوس ہو نثارِ عارض
آنکھین اکسیر سے بہتر ہے غبارِ عارض

مشتعل ہوتا ہے شعلہ خس و خاشاک سے اور
کیون نہ بھڑکے خطِ رخسار سے نارِ عارض

کیا خم و پیچ ہین گیسو مین فدا ہے گیسو
کیا ہی تنویر ہے عارض مین نثارِ عارض

کوچۂ زلف مین رستہ نہین ملتا دل کو
نکلے کیونکر ہوسِ سیرِ دیارِ عارض

روے رنگین کو نہ کیونکر گل جنت کہیے | چار فصلون مین برابر ہے بہارِ عارض
بخدا ملتی ہے قرآن سے صورت اونکی | فرض ہے صاحب ایمان کو وقارِ عارض
جسکو جو بہاے طبیعت یہ اجارا کیسا | بلبلین گل پہ فدا مین ہون نثارِ عارض
اے فلک ہمکو قرانِ مہ و خورشید دکھا | جامِ مے ہاتھ مین ہو آنکھ دوچارِ عارض

کھو کیا عارضہ عارض ہوا نایاب تمھین
ہم نہ کہتے تھے نہو عاشقِ زارِ عارض

ردیف طاے مہملہ

اُس ترک ستمگار سے اتنا نہ بڑھا ربط | عاقل کہین جلاد سے کرتے ہین بہلا ربط
پھر زلفِ رسا مصحفِ رخسار تک آئی | پھر کافر و دیندار سے ہوتا ہی نیا ربط
لہراتی ہے زلف آکے ترے سبزۂ خط پر | حیرت ہے کہ افعی کو زمرد سے ہوا ربط
لیلی کی نگاہون مین محبت جو نہ دیکھی | مجنون نے غزالانِ بیابان سے کیا ربط
سوتے ہین تو بڑھواتے ہین زیور وہ ہمین سے | خوش ہونے کی جا ہے کہ یہانتک تو بڑھا ربط
سمجھے تھے جسے دوست وہ دشمن نظر آیا | پچھتاتے ہین کیون ایسے ستمگر سے کیا ربط
کیونکر نہ کرین ترک ملاقات تمہاری | تمنے تو رقیبون سے بڑھایا ہے بڑا ربط
آغاز محبت مین نہ انجام کو سمجھے | جلاد سے ظالم سے ستمگر سے کیا ربط

نایاب بگڑ جاے گی اِک روز صنم سے

دیکھے اسکا بناو اوس سے نہو گا نہ بڑھا لحاظ

ردیف طاے معجمہ

بیجا ہے یار وصل کی شب اسقدر لحاظ
یہ وقت اختلاط ہے اتنا نہ کر لحاظ

کیونکر نہ کیجیے ترا اے سیمبر لحاظ
کرتے ہین اہلِ زر کا گدا بیشتر لحاظ

بیٹھینگے مے کشی کو جو ہم تم شبِ وصال
تقوے کا کوئی ساتھ ندے گا مگر لحاظ

ہر چند چاہتے ہین کہ عاشق سے بوسے لیے
مُہرِ دہانِ یار ہوا ہے مگر لحاظ

آخر امیدِ وصل مین ہو جائے گی سحر
اے جان گر رہے گا یوہین رات بھر لحاظ

میرے حواس خمسہ انہین دد نے کہو دیے
آفت ہے قہر ہے تری نیچی نظر لحاظ

تیرے مقابلے مین یہ ٹکڑا ہے ابر کا
کر چاند کی طرف تو ذرا اے قمر لحاظ

وہ دن بہی ہو کہین کہ کہین بوسے لیکے ہم
کیا ہو گئی وہ شرم گیا اب کدہر لحاظ

کس طرح وصل یار سے ہوتا مین کامیاب
نایاب ادہر تہا حسن کا رعب اور اُدہر لحاظ

ردیف عین مہملہ

گو فروغِ شعلۂ رخسارِ جانان پاے شمع
چشم و ابرو عارض زیبا کہان سے لائی شمع

شعلۂ رو گو نور کے سانچے مین ڈھلکر آئی شمع
پر تری ساقِ بلورین کی صفا کب پائے شمع

سامنے آئے اگر اوس غیرت خورشید کے
پانی پانی شرم سے ہو کر ابھی بہہ جائے شمع

عارض پر نور کا بے پردہ ہونا شرط ہے
تم نقاب اُلٹو تو غیرت سے ابھی گُھل جائے شمع

شعلہ رو عاشق نوازی مین ترا روشن ہو نام
بعد مردن میرے سر مرقد پر اگر تو لائے شمع

اوسکو پروا ہی نہین تو جان کھونا ہے عبث
دور کر پروانے اپنے سر سے تو سودائے شمع

آئے محفل مین اگر وہ نور کا پُتلا ابھی
پھر تو کیا کیا عیب حُسن یار سے تھرائے شمع

پرتوِ رخسار جانان سے منور ہے مکان
وصل کی شب مین نہین نایاب کو پروائے شمع

ردیفِ غین معجمہ

جو دیکھا مین فروغِ رخِ نگار چراغ
تو گرد پھر کے ہون پروانہ سان نثار چراغ

وہ شبکو آئین تو بنجائے روشنی کیلیے
فتیلہ تارِ نظر چشم اشکبار چراغ

فنا کے بعد بھی جلنا ہی تھا مقدر مین
نہ کیون بناتے مری خاک سے کمہار چراغ

کب اس سے تیرگی قبر دور ہوتی ہے
عبث جلاتے ہین نادان سر مزار چراغ

فروغ چہرۂ تابان سے ہے روز و شب یکسان
کرے مقابلہ کیا تجھسے اے نگار چراغ

اسی سبب سے نہین روشنی مزارون مین
مکان بند مین ہوتا ہے ناگوار چراغ

وہ نور عارضِ انور ہے جسکے پرتو سے
بنے ہین روزنِ دیوار قصرِ یار چراغ

تمہارے روے منور سے سامنا جو ہوا
فرار کر گئے کیا کیا شرار وار چراغ

خیالِ زلف مین دیکھا اوسے تو یہ سمجھا
شبِ فراق سے ہے آہون کی آندہی چلتی ہے

زبان مار ہے شعلہ دہانِ مار چراغ
ہمارے گھر مین نہ ٹھہرینگے زینہار چراغ

وہ تیرگی شبِ فرقت کی ہے معاذ اللہ
نہ کہو سکے جسے **نایاب** زینہار چراغ

ردیفِ فا

جینے سے ہو رہا ہے خفا مبتلائے زلف
سولی پہ وہ چڑہا اسے یاد کہائے زلف

مشاطہ ڈہونڈہتی ہے جو کالے کی کینچلی
موباف چاہیئے انہین شاید برائے زلف

آہون سے کیون ہلاؤن نہ زنجیر عرش کی
مجکو شبِ فراق مین جب یاد آئے زلف

یہ لو کہان یہ رنگ کہان اور یہ خم کہان
سنبل سے باغبان مرے گل کی ملائے زلف

مخلوط ہوگا چشمۂ حیوان مین زہر مار
وہ شوخ اپنے لب سے نہ ہر دم دبائے زلف

کٹتے ہین اپنے دن شبِ دیجور کی طرح
نازل ہے جیسے دل پہ ہمارے بلائے زلف

ہے آرزو یہی دلِ صد چاک کی مرے
شانے کی طرح کاش اسے سر چڑہائے زلف

ہم پیچ و تاب کہا چکے کہہ وہ بہی جہونک کہائے
نازل ہو اوسکے موئے کمر پر بلائے زلف

نایاب اسمین کاکلِ پیچان کی یاد ہے
دل کہتے ہین جسے وہ ہی دولت سرائے زلف

ردیف قاف

بے سبب آنکھہ مین اٹکی نہین جانِ عاشق
منتظر تیرا ہے اے روحِ روانِ عاشق

موج زن رہنے لگے اشکِ روانِ عاشق
برجِ آبی سے مشابہ ہے مکانِ عاشق

تو جو اے حور کبھی اس مین کرم فرمائے
صاف ہو غیرتِ فردوس مکانِ عاشق

کیون تسلی نہین دیتے اسے ای مشفق من
ہے گران تمکو اگر شور و فغانِ عاشق

رات دن عارض و گیسو کا نظارہ ہوتا
ہے یہی شام و سحر وردِ زبانِ عاشق

اوسکے پہلو سے کسی رات جو اٹھہ جاتے ہو
اور کچھہ ہوتا ہے اے یار گمانِ عاشق

وصف اوس برقِ تجلی کا جو ہو وردِ زبان
شجرِ طور کا پتا ہو زبانِ عاشق

پھر وہ بت مستعدِ قتل ہے بیجرم و گناہ
میرے اللہ بچا لیجیو جانِ عاشق

دہنِ حلقۂ در سے یہ صدا آتی ہے
آ لگے وہ حور تو جنت ہو مکانِ عاشق

حسرت انگیز حکایت ہے عجب قصہ ہے
کان دہر کر کبھی سُنیے تو بیانِ عاشق

جان پڑ جائے تنِ مردہ مین جی اُٹھون مین
تو ادہر آئیے جو اے روحِ روانِ عاشق

اس سے پیغام زبانی نہ کہو اے **نایاب**
مجکو قاصد پہ یہی ہوتا ہے گمانِ عاشق

کیون نہ تم پر دلِ مضطر ہو ہمارا عاشق
کہ حسینون پہ ہمیشہ سے ہی پارا عاشق

ردیف کاف

صدمۂ ہجر سہون اے بتِ پُر فن کبتک
شکلِ ناقوس کرون نالۂ و شیون کبتک

اونکے گیسو کا میسر ہو نظارہ یارب
دیکھون تسکین کے لیئے سنبلِ گلشن کبتک

راتدن گر یہی جہونکے ہین ہوای غم کے
نہ بجھیگا یہ چراغِ دلِ روشن کبتک

زیرِ دیوار کمر کہول کے آ بیٹھے ہین
آپ کمرے کی اوٹھائینگے نہ چلمن کبتک

آبِ وصلت سے بجھاتے نہین کیون دلکی لگی
شعلۂ آتشِ فرقت سے جلے تن کبتک

بال اک روز اس آئینے مین پڑ جاے گا
خط نکالے گا نہ اون کا رُخِ روشن کبتک

اے بتو بہرِ خدا بندہ نوازی ہوجائے
سر پٹکتے رہین قدمون پہ برہمن کبتک

چمنِ دہر کو اک روز خزان ہے نایاب
ہو گا خالی گل و بلبل سے نہ گلشن کبتک

ردیف لام

پہر نظر آنے لگا وحشت کا سامان آجکل
پہر جنون دیتا ہے تکلیفِ بیابان آجکل

پہر کسیکی زلف برہم کا تصور بندہ گیا
پہر نظر آنے لگا خوابِ پریشان آجکل

لکہہ رہے ہین وصف پہر آہوے چشمِ یار کے
پہر ہوئی ہے خواہشِ صیدِ غزالان آجکل

یاد پہر آئی تمہاری پہر ہوا شوقِ وصال
دل لگا پہر ڈہونڈہنے تمکو مری جان آجکل

نشترِ غم پھر دلِ غمدیدہ مین چبھنے لگے
یاد پھر آنے لگے کافر کے مژگان آجکل

لی ہے پھر خارِ مغیلان نے مرے تلوونکی فصد
پھر ہے رنگین اے جنون صحرا کا دامان آجکل

عاشقون کے سر پہ پھر ہوگی بلا نازل ضرور
پھر بڑہاتے ہین وہ اپنی زلفِ پیچان آجکل

پھر ہوئی آدم کو سیرِ گلشنِ جنت نصیب
پھر ہوا مسکن ہمارا کوے جانان آجکل

پھر صبا لاتی ہے پیغامِ وصالِ دلربا
پھر بڑہی جاتی ہے شمعِ داغِ ہجران آجکل

پھر لڑا کرتی ہین آنکھین رات پھر مہتاب سے
ہوگیا پھر مجکو عشقِ روے تابان آجکل

پھر تصور ہے کسیکے مصحفِ رخسار کا
کر رہا ہے یاد پھر **نایاب** قرآن آجکل

ہے سیہ خط مصحفِ رخ پر نمایان آجکل
آبنوسی رحل پر رہتا ہے قرآن آجکل

لے چل اے وحشت ہمین آباد صحرا پھر کرین
سنتے ہین مجنون سے خالی ہے بیابان آجکل

قول ہارے ہو تو وعدہ وصل کا پورا کرو
کب تلک کرتے رہوگے ای مریجان آجکل

مشرقِ خورشید آتا ہے نظر سینہ مرا
خوب ہی چمکا ہوا ہے داغِ ہجران آجکل

اسکا چھلا دیکھتا ہون مین عدو کے ہاتھ مین
دیو کے قبضے مین ہی مہرِ سلیمان آجکل

بادۂ گلرنگ بھی ہے ساقیِ گلفام بھی
ہر طرح موجود ہین عشرت کے سامان آجکل

چھٹ گیا ہون اک بتِ نازک ادا کے ساتھ سے
صورتِ ناقوس مین رہتا ہون نالان آجکل

بل گیا جب انکے دل سے یہ بھی سیدھا ہوگیا
کجروی کرتا نہین گردونِ گردان آجکل

سبزۂ خط سے چھپے جاتے ہین لبہاے صنم
خضر پنہان کر رہے ہین آبِ حیوان آجکل

تیرے ملجانے سے اے بلقیس یہ رتبہ ملا
ایک عالم مجکو کہتا ہے سلیمان آجکل

یار سے کہتا ہے وہ غماز میرا حال زار
ہے رقیب روسیہ کا مجپہ احسان آجکل

دیکھیے تاثیر ہجر یار گل اندام کی
صورت گل چاک رہتا ہے گریبان آجکل

شکر اُسکے ہو سکین گے کیا ادا نایاب سے
یا الٰہی جو کیے ہین تونے احسان آجکل

ذات باقی ہے بقا کے قابل
اور سب کچھہ ہے فنا کے قابل

حمد و توصیف و ثنا سب کچھہ ہے
خالق جلّ و علا کے قابل

تیری رحمت تھی جو بخشا تونے
ورنہ ہم کیا تھے عطا کے قابل

ہاے کچھہ کر نہ سکے دنیا مین
بخشش روز جزا کے قابل

پائی انسان نے امانت کیسی
جو نہ تھی ارض و سما کے قابل

مدفن شہ یہ ملک کہتے ہین
ہے یہی خاک شفا کے قابل

سہم تقدیر سے بچنا ہے محال
نہین یہ تیر خطا کے قابل

حضرت ختمّ رسل کا ہے نام
ورد ہر صبح و مسا کے قابل

تھی خلافت مرے حضرت کے بعد
انہین چار دن خلفا کے قابل

ہو کے ہم امت مرحومہ مین
ہو گئے رحم خدا کے قابل

چاہیئے آدم خاکی کو نیاز
بے نیازی ہے خدا کے قابل

وصف لکھتے ہین محمد کے ہم
شعر ہین صل علی کے قابل

فضل ایزد سے ہے وگرنہ کب تھی
یہ زبان حمدِ خدا کے قابل

دہر میں آلِ عبا تھے نایاب
جامۂ صبر و رضا کے قابل

ردیف میم

منچلے ہیں جان تجھپر اے صنم دیدینگے ہم
خود ہی سر اپنا تجھے کر کے قلم دیدینگے ہم

بوسۂ لب مانگنے پر خط دکھایا یار نے
یعنی تم شکر اگر چاہو گے سم دیدینگے ہم

مرتے دم دد ہاتھ کا اپنا کلیجا ہو گیا
جب کہا اُسنے کہ کاندہا دو قدم دیدینگے ہم

جب چلیں گے کربلا سے کوئی قاتل کیطرف
پنجۂ مژگان میں آہون کے علم دیدینگے ہم

ہاے ہاتھوں کو جھٹک کر وصل میں کہتا ہے
چھوڑ دے ورنہ ابھی اپنی قسم دیدینگے ہم

بھولتا ہے روز وعدہ کر کے تو نایاب سے
تیرے آنچل میں گرہ اب اے صنم دیدینگے ہم

یاد کرتے ہیں کسیکے ابروِ خمدار ہم
اب نیامِ دل میں بھی رکھنے لگے تلوار ہم

دیکھکر شیشوں کے ٹکڑوں کو سرِ دیوار ہم
خانۂ منعم کو سمجھے خانۂ خمار ہم

جو حقیقت ہو وہ ہو جاتی ہے ظاہر خود بخود
باغبان سے گل نہیں کہتا کہ ہیں زردار ہم

ایکدن دیکھا تھا اُس کافر کے قامت کیطرف
بس اسی تقصیر پر ہیں مستحقِ دار ہم

غنچۂ گل جب چٹکتا ہے تو آتی ہے صدا
ایکدن ہونگے کسیکی زینتِ دستار ہم

بلبل وگل کا چمن مین دیکھکر باہم وصال
رشک سے روتے ہین مثلِ شبنمِ گلزار ہم

مثل پروانون کے ہوتا ہی مضامین کا ہجوم
جب اوٹھا لیتے ہین شمع کلکِ آتشبار ہم

رقص پر اوس زہرہ وش کے کسکو آتا ہے قرار
دیکھتے ہین قطب کو بھی چرخ پر سیار ہم

گو شبِ مہتاب مین سو شعلین روشن کرین
پر اندھیرا ہے نہ دیکھین گر ترا رخسار ہم

اور کیا ہوگا مداوا مجھ مریضِ عشق کا
اے مسیحا چاہتے ہین شربتِ دیدار ہم

روے گلگون دیکھکر کہتے ہین آئینے مین وہ
لالۂ بیداغ ہین ہم اور گلِ بیخار ہم

حضرتِ سیمابؒ تو بخشِ فیضِ آباد ہین
آپ کسے دکھلائین اے نایاب یہ اشعار ہم

تو مشابہ ہے کمان کے اور مثلِ تیر ہم
دور ہا گین کیون نہ تجھسے آسمانِ پیر ہم

حال وحشت کا جو کرتے ہین کبھی تحریر ہم
زیرِ کاغذ رکھتے ہین سطر کی جا زنجیر ہم

وصل پیری مین ہوا اوس شکرین لب کا نصیب
مل گئے آپس مین کیا ہی مثلِ شہد و شیر ہم

ذبح کرتا ہے تو کر پر آنکھہ رہنے دے کھُلی
دیکھہ تو لین تجکو اے قاتل دمِ تکبیر ہم

تیر کا تارِ شعاعِ مہر پر ہوتا ہے شک
جانتے ہین ماہِ نو کو بحر مین شمشیر ہم

نالۂ سوزان کی مشعل کرکے روشن رات بھر
ڈہونڈہتے پھرتے ہین اپنی آہ کی تاثیر ہم

کجروی سے آپکی ناقص ہوئی تشبیہ بھی
ورنہ اے جان کہتے تھے قد کو تمھاری تیر ہم

جب شفق مین ماہِ نو پر پڑتی ہے اپنی نگاہ
یاد خون آلودہ کرتے ہین تری شمشیر ہم

کام کرتا ہے تصور مانی و بہزاد کا
کھینچتے ہین صفحۂ دل پر تری تصویر ہم

خال عارض مجھکو دکھلا کر یہ بولا وہ پری
بس اسی فلفل سے کرلین گے تجھے تسخیر ہم

جب خیال آتا ہے زندان مین تمہاری زلف کا
سر پہ رکھ لیتے ہین اپنے پاؤن کی زنجیر ہم

یار نے خط مین لکھا ہے مجکو اے وحشت نصیب
بھیج دینگے اب تجھے سوغات مین زنجیر ہم

ہے تصور دل مین اوس بت کے برکا کتا آجکل
صحن کعبہ مین کلیسا کرتے ہین تعمیر ہم

عشق زلف یار کا **نایاب** قصہ ہے دراز
ہے مناسب اب کرین کوتاہ یہ تقریر ہم

ردیف نون

نہ دیکھین گر لحد پاک بوتراب آنکھین
تو جانیو کہ ہین مٹی سے بھی خراب آنکھین

نہ لائین دید رخ یار کی جو تاب آنکھین
ہوئین وفور ندامت سے آب آب آنکھین

گلوے صاف پہ لاکھون کی آنکھین پڑتی ہین
گلے کا ہار نہ ہوجائین اے جناب آنکھین

ہم ہین عاشق و معشوق رشک ہوتا ہے
اسی حسد سے نہین دیکھتی ہین خواب آنکھین

بیاض چشم پہ ڈورون کی مدجو کھینچے ہین
لکھین کی کیا گہر اشک کا حساب آنکھین

چمن مین غنچے چٹکتے نہین ہین نرگس سے
تمہاری دید کو ہی مانگتا گلاب آنکھین

مین کسطرح سے سخن گو کہون انہین صاحب
سوال وصل کا دیتی نہین جواب آنکھین

نہین ہے شیب مین کچھ لطف دید بازی کا
نہ ساتھ لے گیا کیون عالم شباب آنکھین

بڑی ہین سات سمندر سے چار چند مگر
گھٹا کے دیجیے نسبت تو ہین سحاب آنکھین

شراب پی کے یہ جامے سے ہوگئی باہر
کہ بے نقاب ہے چہرہ تو بے حجاب آنکھین

شب فراق مین کیا نیند کی تمنا ہے
اوٹھا کے دست مژہ مانگتی ہین خواب آنکھین

دیا نہ بوسہ نہ آنکھین لڑائین ظالم نے
نہ کامیاب ہوئے لب نہ کامیاب آنکھین

تمہارے آتش رخسار کے نظارے سے
بنی ہین جل کے اجی نرگسی کباب آنکھین

جو صرف گریہ رہینگے یوہین تو ای نایاب
کرینگی اپنی طرح دلکو بھی خراب آنکھین

قطعہ

دیکھین جو نہ روے یار آنکھین
کیونکر نہون اشکبار آنکھین

چھوڑون گا کبھی نہ دید بازی
دکھلاؤ مجھے ہزار آنکھین

گر شعلۂ رخ سے تیرے اے شمع
ہو جائین ہماری چار آنکھین

پھر کیا ہے عجب اگر گرائین
آنسو کی جگہ شرار آنکھین

مرنے پہ بھی دید کی ہوس ہے
وا ہین جو تہ مزار آنکھین

اوس سرو سہی کے غم مین رو کر
ہو جائینگی جو بہار آنکھین

یون جلتی ہین کیون اگر نہین ہین
شمع شب انتظار آنکھین

خون ناب جگر سے ہوکے گلگون
دکھلانے لگین بہار آنکھین

ہین حاکم عشق حضرت دل
اور اونکی ہین پیشکار آنکھین

اُوس گل کو نگاہ بد کا ڈر ہے
پڑتی ہین اُدھر ہزار آنکھین

اے بخت کبھی نہ یار آیا
گو پھر گئین لاکھ بار آنکھین

پلکون کی آڑ مین مری جان — اب کھیلتی ہین شکار آنکھین

نایاب اوڑا کے دیتی ہین ہوش
اوس مست کی پُر خمار آنکھین

شام سے صبح تلک رو کے سجائین آنکھین — تم نہ آئے تو شب ہجر مین آئین آنکھین
میرے بیباک نے غیرون سے لڑائین آنکھین — مینے دیکھا تو خفا ہو کے دکھائین آنکھین
جنگ جاتی رہی پر جنگ کی عادت نہ گئی — صلح ہونے پہ بھی ظالم نے لڑائین آنکھین
کیا بُری شے ہے یہ غصّہ بھی نصیب دشمن — آینہ لیکے تو دیکھو نکل آئین آنکھین
تم مرے گھر سے جو نکلے نکل آئے آنسو — گود خالی نظر آئی تو بھر آئین آنکھین
بخدا تجھسے یہ امید نہ تھی اے بے رحم — مُنہ دکھانے کو کہا مینے دکھائین آنکھین
چشم بد دور کوئی اوسکا سراپا دیکھے — قد قیامت کا بلا قہر کی پائین آنکھین

آ ہی جاتی ہے بُرے کام سے غیرت **نایاب**
دل چُرا کر مرا ظالم نے چرائین آنکھین

اگر وان ہے جوڑی پڑی ہاتھ مین — یہان بھی تو ہے ہتھکڑی ہاتھ مین
کیا خوب نشئے مین تمنے سنگار — لگی لب پہ منہدی دہری ہاتھ مین
یہ ہے انتظار شب وصل یار — سحر سے لئے ہین گھڑی ہاتھ مین
ابھی جل اوٹھے شمع انگشت سے — جو وہ طفل لے پھلجھڑی ہاتھ مین
وہ لاغر ہے مجنون ترا اے پری — کہ چھلّا ہوا ہتھکڑی ہاتھ مین

سلیمان ہوئے مہر ہاتھہ آگئی — انگوٹھی تمہارے پڑی ہاتھہ مین
ہتھیلی مین اونکی لکیرین نہین — نگہ جا بجا ہے گڑی ہاتھہ مین
حنا کا نہین رنگ شعلہ ہی یہ — کہین جل نجائے چھڑی ہاتھہ مین
خوشی سے مرا دل ہو دو ہاتھہ کا — جو وہ ہاتھہ ہو دو گھڑی ہاتھہ مین

انگوٹھی عنایت ہو نایاب کو
رہے گی نشانی پڑی ہاتھہ مین

ہم تو شبِ وصال مین گھبرائے جاتے ہین — وہ سر جھکائے جاتے ہین شرمائے جاتے ہین
آنکھین غضب کی مجکو وہ دکھلائے جاتے ہین — لو شیر کیطرح سے ہرن کھائے جاتے ہین
زینت عروس شعر کی ہم شاعرون سے ہے — ہر دن نئے لباس انہین پہنائے جاتے ہین
اللہ رے کمالِ نزاکت کہ دو قدم — چلتے ہین چاندنی مین تو سنولائے جاتے ہین
حمّام یا گلی ہے تمہاری کہ تیس دن — دس بیس آبِ تیغ سے نہلائے جاتے ہین
دی ہے غذا غذا کو بھی قسام رزق نے — کھاتا ہے ہمکو غم اوسے ہم کھائے جاتے ہین
اے غش ترا بُرا ہو کہ محفل مین یار کی — عاشق تری ہی وجہ سے ہم پائے جاتے ہین
شاخِ نبات اصل مین ہے تیغ آپ کی — ورنہ ہم ایسے ذوق سے کیون کھائے جاتے ہین
اے دل کہان تلک غم و رنج گذشتگان — اب اونپہ روئیے جو یہان آئے جاتے ہین
روکے ہین طفل اشک کو عارض کی یاد مین — وہ پھول دیکھے ہم انہین بہلائے جاتے ہین
ہم سے تو شرم اورون سے یہ بے حیائیان — محرم کے بند غیر سے کھلوائے جاتے ہین

بالین پہ آکے کہتی ہے ہنگام نزع یاس
کسکے سبب سے اب مجھے فرمائے جاتے ہین

ٹانکا لگا جراحت دل مین نہ چارہ گر
دامان چاک گل کہین سلوائے جاتے ہین

وہ اوٹھ چلے تو اور نہ بس چل سکا مگر
دل تھام کر مین بول اوٹھا ہائے جاتے ہین

قطعہ

کل ہمنے ہاتھ باندہ کے یہ اونسے عرض کی
اب وصل ہو کہ ہجر سے گھبرائے جاتے ہین

جھنجھلا کے بول اوٹھے کہ بس اوبے ادب خموش
ایسے بھی ذکر لب پہ کہین لائے جاتے ہین

کیا جانیئے عدم مین ہے تکلیف کونسی
لوگ آکے چہاونی جو یہان چہائے جاتے ہین

آتا ہے جب خیال کہ تیرے سبب سے ہی
یہ چھاتی سے اور داغ کو لپٹائے جاتے ہین

ملتا ہے رزق اہل توکل کو غیب سے
بوسے دہان یار کے ہم پائے جاتے ہین

نایاب کیا تمہین ہے تلمذ امیر[۱] سے
شعرون مین رنگ ڈھنگ ہی پائے جاتے ہین

ہے تصور جو ترے کعبۂ رخ کا دل مین
سنگ اسود نظر آتا ہے سویدا دل مین

یہ بھی تھی مصلحت وقت جو زندان پہنچا
ورنہ یوسف کو تو رکھہ لیتی زلیخا دل مین

دانت ہڈی پہ لگا کر سگ دنیا نہ ہو
کوڑیون کی نہ تمنا رہے اصلا دل مین

سچ ہے اللہ کے گھر سے نہین پہرتا کوئی
پھر نہ نکلا جو تصور ترا آیا دل مین

[۱] امیر تخلص جناب فیضمآب منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی اُستاد نواب خلد آشیان رامپور کا ہے آپکے فضل و کمال کا شہرہ مستغنی عن البیان ہے ذات بابرکات سرمایہ نازش ہندوستان ہے ۱۲

حال کیا پوچھتے ہو واعظو ہم مستون کا ۔۔۔ جام ہے ہاتھ مین پینے کا ارادہ دل مین
دم ہمبزمیِ اغیار جو ہم جا پہنچے ۔۔۔ منفعل یار ہوا دیکھکے کیا کیا دل مین
رنج و غم یاس و الم آہ و بکا حزن و ملال ۔۔۔ تیس دن رہتا ہے ان آٹھونکا میلا دل مین
دامن دل مین لگا لون یہی لہرآتی ہے ۔۔۔ کھُپ گیا ہے تری تلوار کا ٹھا دل مین

جب وہ پہلو سے اوٹھ کے جاتے ہین ۔۔۔ دل مین کیا کیا خیال آتے ہین
سبزۂ خط وہ رخ سے دور کرین ۔۔۔ گل کو خارون مین کیون چھپاتے ہین
کہین مین قبر سے نکل نہ پڑون ۔۔۔ کیون وہ میری لحد پہ آتے ہین
قدِ بالا کا جان کر مقتول ۔۔۔ آپ بالا ہمین بتاتے ہین
تم اشارون سے کربلا دو ہمین ۔۔۔ اشک کی طرح سے آتے ہین
مجکو رکھکر لحد مین وہ بولے ۔۔۔ آج فتنے کو ہم سُلاتے ہین
کیون لہو تھوک کر نہ ہم مر جائین ۔۔۔ غیر بیڑا اونہین کھلاتے ہین
مین کسی حال مین نہین تنہا ۔۔۔ آپ جاتے ہین تو غش آتے ہین
کیا لکھے یار مجکو خط کہ رقیب ۔۔۔ پٹیان روز اوسے پڑہاتے ہین
اور بھی نام ہوگا اے روشن ۔۔۔ شمع کی طرح سر کٹاتے ہین
منزل عشق کے جو رہرو ہین ۔۔۔ خضر کو راستہ بتاتے ہین
لبِ شیرین کا دیجیے بوسہ ۔۔۔ دیکھیے ورنہ زہر کھاتے ہین
دل اونہین نے مرا چُرایا ہے ۔۔۔ وہ جو آنکھین چُرائے جاتے ہین

یاد آجاتے ہین صبا نایاب
آپ جسدم غزل سُناتے ہین

رہا دل مین خیالِ مارِ زلفِ مشکبو برسون
انہین کالون نے چاٹا ہی مرے دل کا لہو برسون

نہ آیا سامنے میرے اگر وہ تندخو برسون
تو کیون اے موت پوشیدہ رہی نظرون سے تو برسون

دلِ گم گشتہ کی کرتے رہے ہین جستجو برسون
جہان کی خاک چھانی ہی پھرے ہین کو بکو برسون

گریبانِ سحر جو چاک آگے تہا سو اب بھی ہے
کیا گو مہر نے تارِ شعاعی سے رفو برسون

نہو عطرون سے کیون نفرت دماغ اپنا معطر ہے
گلے لپٹا کے سونگھی ہے گلِ عارض کی بو برسون

تمہاری یاد اے سرچشمۂ خوبی جو آئی ہے
تو مین جا جا کے رویا ہون کنارِ آبِ جو برسون

وصالِ یار کے ایام کیا اچھے ہین عالم مین
اسی دن کی کیا کرتے ہین عاشق آرزو برسون

رقیب اب ناز برداری کرین ہمسے کہان ہوگی
کلامِ سخت ہم بھی سُن چکے اے تندخو برسون

ادا کی ہین نمازین تب خمِ محرابِ ابرو مین
کیا ہے خونِ دل سے پہلے جب منہ پہ وضو برسون

سُنا جب غیر سے ملتے ہین تمہارے پاؤن مین مہندی
کفِ افسوس مین ملتا رہا اے خوبرو برسون

چھپا رہتا ہی مہ دورِ تنگ گردون کے پردے مین
مگر آتا نہین کوٹھے پہ تو اے ماہرو برسون

غضب ہے اب تو صورت سے ہماری تجکو نفرت ہے
جدا ہمسے نہوتا تہا کبھی اے یار تو برسون

بسر کردینگے راتون کو خیالِ روے تابان مین
یہی ہے روشنی کافی ہمین شبہاے ہجران مین

عیان ہے سرخ موباف اسطرح گیسوے پیچان مین
گلِ لالہ نظر آتا ہے جیسے سنبلستان مین

لگاتے تم نہین اسکو جو اپنی چشمِ فتان مین
بسا جاتا ہے اس اندوہ سے سرمہ صفاہان مین

نہین ہی جرم کچہہ گر مے کشی ہو بزم جانان مین
کہ مے نوشی کا اذن عام ہی بستان رضوان مین

فراوانی جو آ ون کی ہی میری چشم گریان مین
نہو گی ایسی طغیانی کبھی دریاے عمان مین

ہمیشہ نیند سے آنکھین بہری رہتی ہین کافر کی
غرض ہے کام سونے کا بیاض چشم جانان مین

ہوئی تقصیر بوسے لے لئے بے اذن آنکھون کے
گھسیٹین گے وہ مجکو باندہکر پاے غزالان مین

بجاے اشک موتی کیون نہ برسین دیدۂ تر سے
کہ خاصیت سے ابر آذری کی چشم گریان مین

نکل کر آنسوون کے ساتہہ لخت دل جو اٹکا ہے
گل لالہ نظر آتا ہے پہولا نخل مژگان مین

کسی دن کاروان خط اسے آکر نکالے گا
ہمارا یوسف دل گر پڑا چاہ زنخدان مین

الٰہی آب رحمت سے ہماری شست شو کرنا
کہ آلودہ ہین سر سے پاؤن تک ہم گرد عصیان مین

خموشی یار گلگون پیرہن کے سیکہلی گل نے
اڑایا طرز نالہ ہم سے بلبل نے گلستان مین

نجاؤ وادی پر خوف عشق یار مین ہرگز
ولا تلقوا کا آیہ دیکہہ لو **نایاب** قرآن مین

ہوئی جو عکس فگن زلف یار دریا مین
ہر ایک موج نظر آئی مار دریا مین

ذرا چلو تو نہانے کو یار دریا مین
حباب کہینچتے ہین انتظار دریا مین

اگر وہ کاکل مشکین کی شست و شو کرتے
تو ہوتی نکہت مشک تتار دریا مین

غریق آب ندامت ہوا ہر اک موتی
پڑا جو پرتو دندان یار دریا مین

نہ ہو لو بحر جہان مین حباب کے مانند
کہ بلبلون کا نہین اعتبار دریا مین

پہن کے لال قبا ہو سوار کشتی پر
دکہاؤ لالہ و گل کی بہار دریا مین

نہ کیون لؔن ہو بحرِ غزل مین بھرے دُرِ مضمون
کہ ہوتے ہین گہرِ آبدار دریا مین

تمہارا چاند سا چہرہ جو شب کو یاد کرتے ہین
تو کیا کیا دیکھکر مہ کیطرف فریاد کرتے ہین

اسیرون کو مرے ہی سامنے آزاد کرتے ہین
یہ جورِ تازہ مجھہ محبوس پر صیاد کرتے ہین

مرا تو ذکر کیا ہر شے پہ وہ بیداد کرتے ہین
خرامِ ناز سے گھنگرو تلک فریاد کرتے ہین

ہمارے قتل کو کافی ہی اندک جنبشِ مژگان
عبث وہ تیز ہم پر خنجرِ فولاد کرتے ہین

کہین کس طرح کس مُنہ سے نہایت شرم آتی ہے
جو ہمسے حضرتِ دل آج آپ ارشاد کرتے ہین

رُخِ رنگین پہ چشمِ فتنہ سامان دیکھکر سمجھے
گلستانِ ارم مین بھی گذر صیاد کرتے ہین

یہ مشتِ خاک کیا کیا آفتین ڈہاتا ہے دنیا مین
فلک کو بھی ستم مین مات آدم زاد کرتے ہین

مکان کو چھوڑ کر جاتے ہین ہم جنگل کو وحشت مین
اسے ویران بناتے ہین اُسے آباد کرتے ہین

خیالِ دین نہین عشقِ صنم مین اے مسلمانو
خدا کو بھول جاتے ہین بتون کو یاد کرتے ہین

صبا گر کوچۂ جانان سے آئیگی تو پوچھون گا
کسیدن بھول کر بندے کو بھی وہ یاد کرتے ہین

کبھی خنجر لگاتے ہین کبھی تیغ آزماتے ہین
غرض ہر طور سے عاشق پہ وہ بیداد کرتے ہین

یہ حالت ضعف سے پہنچی ہی اے نایاب فرقت مین
لبون تک آ نہین سکتی جو ہم فریاد کرتے ہین

وصل مین اُنکے کمر پائی نہین
ڈھونڈھنے پر بھی وہ ہاتھ آئی نہین

منتظر ہون کیون صبا آئی نہین
نکہتِ زلفِ صنم لائی نہین

یار نے قامت جو دکھلائی نہین
کیون قیامت تو بھی کل آئی نہین

کیا ہی ناہموار راہِ عشق تھی
کوئی پگڈنڈی نظر آئی نہین

چشم بینا کے لیے ہر جا ہے وہ
کس طرح کہیے کہ ہرجائی نہین

بیسوا کی پارسائی دیکھیے
محتسب تک دختِ رز آئی نہین

آئینہ دیکھا تو اوس بت نے کہا
اب مجھے دعواے یکتائی نہین

کس طرح کہیے نہ اوسکو تیرہ بخت
جو تری زلفون کا سودائی نہین

شرم رکھہ لی یار نے مہتاب کی
شب کو چادر رُخ سے سرکائی نہین

رسم فریادو تغافل ہو چکا
اب ہمین تابِ شکیبائی نہین

کیون نہ روؤن رات دن یعقوب وار
یوسفِ دل کی خبر آئی نہین

اوس پری کی چلبلاہٹ دیکھکر
چرخ پر کب برق تھرائی نہین

پنجۂ مرجان بہت خوشرنگ ہے
پر کلائی تیری سی پائی نہین

دن کو سو سو بار کیون آتے ہین ہم
گر طبیعت آپ پر آئی نہین

دیدۂ انجم بھی محوِ دید ہین
کون اوس مہ کا تماشائی نہین

کوچہ ہاے زلف کے مشتاق کو
اُسنے کس دن راہ بتلائی نہین

اے پری تیرا سوا نایاب کے
دوسرا کوئی تمنائی نہین

غافل کے دن گذرتے ہین تحصیل مال مین
عاقل ہمیشہ رہتے ہین فکر مآل مین

رہتا ہون ناپدید دہن کی مثال مین
عنقا بنا رہا ہون تصور کے جال مین

ہم ابروِ خمیدہ کی لاتے مثال مین
اے آسمان جو ہوتی سیاہی ہلال مین

غنچہ دہن کمو نہ سمجھے ہاے کسطرح
بوسے گلاب سے ترے مُنہ کے اوگال مین

ہم مست ایک جانتے ہین کو ترد شراب
یان تفرقہ نہین ہے حرام و حلال مین

تردامنی پہ اپنی جو ہوتے ہین اشکبار
غوطے لگاتے ہین عرق انفعال مین

بندہ زلال نوش نہین ہے فقیر مست
درد شراب جا ہے ہے جام سفال مین

اس ڈر سے دیکھتا نہین مین زلف کی طرف
مرغ نظارہ پہنس نہ کہین جاے جال مین

دہوکا تو ہو چکا تہا ہمین اونکی آنکھ کا
پر ایسی شوخیان نہ تہین چشم غزال مین

اللہ رے غرور مرے نوجوان کا
لاتا ہے کب کسیکو وہ اپنے خیال مین

ممکن نہین ہے فرق سر مو نکل سکے
ہوے کمر مین اور ترے سر کے بال مین

دیکھے کوئی عجوزۂ دنیا کی مستیان
اب تک وہی اُمنگ ہے اس پیر زال مین

ملتی ہے اسکے ہاتھ سے **نایاب** کو شراب
یارب کبھی کمی نہو ساقی کے مال مین

دیدے کندن سے رخ پہ پڑتے ہین
دو حریص ایک زر پہ لڑتے ہین

تو جو تجھ سا ادہر کرے اے گل
ہم یہ سمجھین کہ پھول جھڑتے ہین

آپ بہی سیکھیے قدم رنجہ
ہاتہ باندھے ہین پاؤن پڑتے ہین

منتظر ہین بہار کے مے کش
تاک اینڈے تو ہم اکڑتے ہین

باتین کسطرح کر رہا ہے وہ گل
پھول گویا کلی سے جھڑتے ہین

ٹوٹتے کب ہین چرخ سے تارے
دانت پیر فلک کے جھڑتے ہین

خوب ہوتی ہے راہرو کی سزا / تیرے کوچے مین پاؤن گڑتے ہین

زلفین برہم تو ہین مگر نایاب

کیا بنائین کہ وہ بگڑتے ہین

وہ جو بیداد کیا کرتے ہین / ہم ترقی کی دعا کرتے ہین

ہم وفا آپ جفا کرتے ہین / یہی انصاف ہے کیا کرتے ہین

کس طرح جائے کبوتر کہ وہان / پر فرشتون کے جلا کرتے ہین

ہر طرح تابع فرمان ہین ہم / جو تمھاری ہو رضا کرتے ہین

دہن زخم سے ہر دم قاتل / ہم ترے حق مین دعا کرتے ہین

عشق کرتے ہین تری زلفون سے / دل کو پابند بلا کرتے ہین

بوسے لیتے ہین لب شیرین کے / شربت قند پیا کرتے ہین

چھپ کے گھر غیر کے جاتے ہو مگر / ہم بھی گھر بیٹھے سنا کرتے ہین

کہتا ہے میری شکایت یہ وہ شوخ / آپ اپنا ہی گلا کرتے ہین

مال کیا مال ہے اے راحت دل / جان ہم تجھپہ فدا کرتے ہین

نیک و بد کا ہے ہمیشہ سے ساتھ / پھول کانٹون مین رہا کرتے ہین

جب بلاؤن تو بہانے کے لئے / وہ حنا باندھ لیا کرتے ہین

جسکو مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون مدام / وہ مرے دل مین رہا کرتے ہین

دل شگفتہ نہین کیون پیری مین / صبح کو غنچے کھلا کرتے ہین

تیرے کوچے مین چراغون کے عوض
دل مشتاق جلا کرتے ہین

میرے صیاد کے نظارے سے
طائر ہوش اوڑا کرتے ہین

کیون بہشتی نہ کہین لوگ ہمین
حور کے گھر مین رہا کرتے ہین

میرے جنگل مین نشیمن کے لیئے
آرزو سارے ہما کرتے ہین

دام کاکل مین ترے او صیاد
مرغ نظارہ پھنسا کرتے ہین

غیر کے ساتھہ شرابین پینی
ہوش مین آپ کیا کرتے ہین

ہم وہی کرتے ہین اے حضرت دل
ہم سے جو آپ کہا کرتے ہین

دل ہی دے ڈالو کہین اے **نایاب**
آپ کیون اونکو خفا کرتے ہین

خیال بت مین نالان ہے دل مایوس پہلو مین
بجا کرتا ہے یان آٹھون پہر ناقوس پہلو مین

جگہ کر دے غلام بادشاہ طوس پہلو مین
نہ بیٹھون دیر تک ہائے ابھی جو کیکاؤس پہلو مین

کیا کرتا ہے اکثر شور ابر زلف کی خاطر
دل پر داغ سے یا ہے کوئی طاؤس پہلو مین

وہ بیٹھے غیر کا زانو دبا کر بے حجابانہ
گرا او دل تو بھی فکر رخصت ناموس پہلو مین

نہ پوچھو دل کی حالت ہم اسے تو کھو کے بیٹھے ہین
رہا کرتا ہے افسوس اک ہزار افسوس پہلو مین

لکھہ بھیجا کہ مرتا ہون تدبیر اسے کہتے ہین
اسیر بھی نہ وہ آئے تقدیر اسے کہتے ہین

لے اون کی چھوئین زلفین تقصیر اسے کہتے ہین
تسکین مری نہ ہوئین تعزیر اسے کہتے ہین

دشمن بھی مری حالت اب دیکھ کے روتا ہے
محزون اسے کہتے ہین دلگیر اسے کہتے ہین

باتون مین لگالائے ہم تمسے پری وش کو
تقریر اسے کہتے ہین تسخیر اسے کہتے ہین

جب اوسکے مرقع پر مانی نے نظر ڈالی
بے ساختہ بول اوٹھا تصویر اسے کہتے ہین

شب خواب مین دیکھا تھا اوڑتے ہوئی طائر کو
لو صبح کو خط آیا تعبیر اسے کہتے ہین

گھر مین مجھے بلوایا غیرون کو نکلوایا
تبدیل اسے کہتے ہین تغییر اسے کہتے ہین

وہ پاس مرے کیا کیا گھبرائے ہوئے پہنچے
جذبِ دلِ محزون کی تاثیر اسے کہتے ہین

ابرو و مژہ دونون عشاق کے قاتل ہین
خنجر اسے کہتے ہین شمشیر اسے کہتے ہین

دکھلا کے خط و عارض کہنے لگا وہ یوسف
مصحف اسے کہتے ہین تفسیر اسے کہتے ہین

نایاب پیمبر کا جبرئیل سا خادم ہو
عزت اسے کہتے ہین توقیر اسے کہتے ہین

ہر طرح ہین دشمن جان اے ستمگر انگلیان
راستی مین تیر ہین جھکنے مین خنجر انگلیان

عارضِ رنگین تک تیرے کر دسترس ہوتا نہین
کیون نہ کاٹا سوکھ کر ہون اے گل تر انگلیان

ڈر رہا ہون وصل کی تاریخ ٹھہراتے نہون
کچھ وہ چھپکے غیر سے کر کہتے ہین گن کر انگلیان

چاک کرتا پیرہن کا ضعف سے دشوار ہے
جیب و دامن کیطرف پھرتی ہین مضطر انگلیان

پنجِ شانے کوچہ گیسو مین روشن ہو گئے
اوس سراپا نور نے رکھین جو سر پر انگلیان

اب تو کچھ مہندی لگانے کی اونہین حاجت نہین
خون مین عشاق ہی کے رہتی ہین تر انگلیان

کیون نہ گھائل ہون سراپا دیکھکر ظالم ترا
ہین بہون خنجر نگاہین تیر نشتر انگلیان

نازنین ہے تو نہ دے ہاتھ اپنا دستِ غیر مین
لال ہو جائین گی تیری اے سمن بر انگلیان

ناخنون پر صاف ہے محراب طاعت کا گمان
کیون نہ مین سجدہ کردن دکھلائے تو گر اونگلیان

غیر نے جب دستِ رنگین کے تری بوسے لئے
رہگئے ہم اپنے دانتون سے دبا کر اونگلیان

ٹھنڈی کردینے کو ہین موجود شمع طور کو
نور کے سانچے مین کیا نکلی ہین ڈھلکر اونگلیان

گدگدایا وصل مین مینے تو بولا وہ صنم
کسقدر اے سنگدل تیری ہین تیھر اونگلیان

جب رقم کرنے لگا مین یار کو شوقِ وصال
رہگئین **نایاب** خامے سے لپٹ کر اونگلیان

خطِ رخسار کو اپنے مقرض جب وہ کرتے ہین
گمان ہوتا ہے پر صیاد طوطی کے کترتے ہین

مسیحائی لبِ معجز نما سے یار کرتے ہین
جلاتے ہین اونہین دو با تونین جو اُنپہ مرتے ہین

ملا عشقِ صنم سے مشغلہ ذکر الٰہی کا
وہ بت جب ظلم کرتا ہے خدا کو یاد کرتے ہین

عبث دیتا ہے ساقی جامِ مے تو ترشرو ہو کر
اسی ترشی سے تو ہر مست کے نشے اوترتے ہین

کیا ہے زیست سے بیزار اونکی سرد مہری نے
کہین ٹھنڈے بھی ہون ہم کب سے آہِ سرد بھرتے ہین

سراسر اسکی جمعیت پریشانی کا باعث ہے
پریشان ہو رہا ہے دل جو وہ گیسو سنورتے ہین

رُکین گے خاک طفلِ اشک دیدار کا کل سے
بھلا لڑکے بھی ای نادان کہین افعی سے ڈرتے ہین

کبھی صدقے جو بٹتی ہین تمہارے غسلِ صحت کے
مسیحا کاسۂ خور پر چرخ سے لیکر اوترتے ہین

یہ ہم کشتون کو اے **نایاب** اونکی یاد رہتی ہے
دہانِ زخم سے دم خنجرِ قاتل کا بھرتے ہین

یہ کس رشکِ قمر کے دانت چمکے ہین تبسم مین
کہ عالم دیدۂ حیران کا ہے ہر چشمِ انجم مین

اگر گل ہو تبسم مین تو بلبل ہو ترنم مین
غرض ہے عاشق و معشوق دونونکی دو عالم مین

ہزارون غنچیان ہوتے ہین جسکے اک تبسم مین
خدا جانے وہ کیا آفت دکھائے گا تکلم مین

دُرِ دندان جانان سا کوئی موتی نہ ہاتھ آیا
لگائے لاکھ غوطے گرچہ غواصون نے قلزم مین

بچا کر تربتِ عاشق قدم رکھتا نہین گھوڑا
الٰہی تیلیان تھرا گئین کیا دیدۂ مُسم مین

اسی امید پر مٹی مین ملجانے کی خواہش ہے
کہ شاید خاک میری ہمسفر ہو تیرے تیمم مین

کوئی حکمت مجھے ای نشۂ می ایسی بتلا دے
کہ ساقی مجکو بٹھلا دے فلاطون کی طرح خم مین

یوہین پریون کے جھرمٹ مین نظر آتا ہے وہ مہرو
مہِ روشن ہو جیسے جلوہ افزا بزم انجم مین

ترے توسن کے جانب اونگلیان اوٹھتی ہین کیون سبکی
ہلالِ عید ہے یا نعل ہے شبدیز کے سم مین

یم غم کے کنارے پر ہمین اللہ پہنچا دے
پڑی ہے کشتیِ عمر روان کیسے تلاطم مین

شبِ فرقت کا غم کیا وصل مین **نایاب** یاد آئی
خیالِ رنج ہوتا ہے کہان عیش و تنعم مین

خطِ شبگون سے نہان کب ترے رخسار ہین
شبِ تیرہ نے رخِ خورشید پہ پر مارے ہین

فلکِ حُسن ہی تو چاند سے رخسارے ہین
کہکشان مانگ ہے اور دانت تری تارے ہین

قطع کرتے ہین اشارون سے مرا نخلِ حیات
ابروے پرخم قاتل ہین کہ دو آرے ہین

چمنِ داغِ جگر سینچتے ہین اشکون سے
دیدۂ اشک فشان ہین کہ یہ فوارے ہین

جسکے دیدار سے غش کر گئے موسیٰ سرِ طور
رات دن یان اوسی محبوب کے نظارے ہین

سُنکے احوال مرا اُسنے تجاہل سے کہا
اونکے مرنے کا گمان کرتے تھے ہم بارے ہین

گل بازی کا ملا ہے مجھے الفت مین مزہ
تو نے اے بت کبھی تیر بھی اگر مارے ہین

شب فرقت مین فلک پر جو نظر آتے ہین
میری آہون کے شرارے ہین کہ یہ تارے ہین

کیون نہ باتون مین حلاوت ہو تمہاری صاحب
ہے دہن تنگ شکر دانت شکر پارے ہین

آسمان خاک زمین سے ہو مقابل نایاب
وان تو اک ماہ ہے یان سیکڑون مہ پارے ہین

ہے آگ لگی دل و جگر مین
اشک آئے کہان سے چشم تر مین

اب کوئی مکان ہم بھی ڈھونڈہین
جانے لگے تم عدو کے گھر مین

قاتل مری قبر پر چڑھانا
یہ پھول جو ہین تری سپر مین

بھاری تو نہین کسیکے دلبر
کیا غم جو سبک ہوئے نظر مین

اللہ ری ہوا اے شعلہ رخ
ہے آگ لگی دل و جگر مین

ممسک ہین عبث اسے چھپاتے
کچھ عیب نہین ہے مال و زر مین

صحرا مین ہوئے تباہ رو کر
یاران نے حذر کیا سفر مین

گر اپنے لبون سے یار کہدے
پھل آئین عقیق کے شجر مین

دامن کو بچا کے جائیے گا
ہے خاک کسی کے رہگذر مین

کیون خاک مین اشک کو ملایا
مٹی مل کر نہائے سر مین

خود بین ہے بہت ہمارا قاتل
آئینے لگائے ہین سپر مین

جان دینگے سیر گلشن کی ہوس مین ایکدن
مر ہی جاینگے پھڑک کر ہم قفس مین ایکدن

سلجھی سلجھی آج تم باتین بنا لو شاعرو
گتھیان پڑ جائینگی تار نفس مین ایکدن

سال مین اکروز ہی اے کاش اُسکا وصل ہو
جس طرح سے عید ہوتی ہی برس مین ایکدن

تیری گردش سے تعجب کیا ہی اے مینای چرخ
جام مے دیکھون اگر دست عسس مین ایکدن

اپنی سی توکر کے دیکھو گو ہمت بد عہد ہے
یاد دلوائو تو اوس کر چکے قسمین ایکدن

آج مجکو راہ بتلاتے ہو لیکن یاد ہے
پوچھتے تھے مجھسے تم الفت کی رسمین ایکدن

زیر زمین تو رنج والم کا گمان نہین
سر پر وہان زمین ہے کچھ آسمان نہین

مانند بوے گل اُسے قید مکان نہین
کیونکر کوئی بتائے کہان ہی کہان نہین

اور ترک تیرے ناوک مژگان کے سامنے
وہ کون تیر ہے جو حیا سے کمان نہین

ہنگام عرض حال کبھی لب نہ کھل سکے
کام آئی ایک دن بھی ہماری زبان نہین

جی مین ہے بوسۂ دہن یار لیجیے
وہ بات چاہتے ہین کہ جسکا گمان نہین

تم دیکھتے کہ کھینچ بلاتے ہین کسطرح
منظور جذب دل کا مگر امتحان نہین

چڑھے ہین ہتے رقیب کے وہ ہم اپنے ہاتھوں کو مل رہے ہین
مرا نکلتا ہے دم الم سے عدو کے ارمان نکل رہے ہین

مزا ہی یہ بھی مساس مین وہ جو گالیان دے رہے ہین مجکو
اُدہر زبان اُنکی چل رہی ہی ادہر ہمارے ہاتھ چل رہے ہین

پہلا نہ پہولا مری روش پر کوئی بھی اس گلشن جہان مین
لگے ہوئے نخل تن پہ اکثر کسی کے تیغون کے پہل رہے ہین

ہے تیری فرقت مین بیقراری پلک بھی جھپکی نہین ہماری
پڑے ہوئے یار اپنے بستر پہ کروٹین ہم بدل رہے ہین

مزے مین کٹتی ہی وصل کی شب عجیب عالم ہی دونون جانب
وہ فرش راحت پہ سو رہے ہین ہم آنکھین تلوون سے مل رہے ہین

ہم ایک مدت تلک رہے ہین خیال مضمون مین سر بزانو
تب ایک اک شعر سے ہمارے ہزار پہلو نکل رہے ہین

بڑا ہوا اس سوزش دروں کا تمام جسم اسنے مرا ہو نکا
یہ حال ہے اک شمع کیطرح استخوان بھی پگھل رہے ہین

نگاہ عبرت سے کر تماشا عجیب نقشہ ہے اس جہان کا
کسی کا دم یان نکل رہا ہے کسیکے ارمان نکل رہے ہین

بدن پہ نایاب آبلے ہین ہزار ہا سوزش جگر سے
بہار آئی ہے ہم سراپا شجر کے مانند پھل رہے ہین

ردیف واو

دکھا کر آپ نے گلشن مین اپنے قد دلجو کو
گرایا قمریون کی آنکھ سے سرو لب جو کو

مرے اشکون سے تم دہوتے نہین کیون اپنی گیسو کو
نہانا چاہیئے دریا ہی کے پانی مین ہندو کو

یہ فرما کر ہٹاتے ہین رخ رنگین سے گیسو کو
سنا ہے باغ جنت مین نہ رہنے دینگے ہندو کو

ہمیشہ رکھتے ہین گہوارے مین ہم طفل بدخو کو
جدا ہونے نہین دیتے کبھی آنکھون سے آنسو کو

یہ گھرا ہے جلن بیمار ہے ہمین اس خانۂ تن سے
ترے چوکھٹ کا بازو جانتے ہین اپنے بازو کو

اوتارین نذر کی خاطر ابھی انگشتری اپنی
اگر دیکھین سلیمان اک نظر میرے پری رو کو

دل صدچاک اے مشاطہ ہمسے مانگ لیجانا
ضرورت ہو اگر شانے کی اس کافر کے گیسو کو

تصور اونکے ابرو کا ہمیشہ دن رات رہتا ہے
جگر دیکھو جگہ دی اپنے دلمین سینے بچھو کو

ابھی عشاق گردن کاٹنے کو مول لے لیتے
جدا کرتا جو وہ ترک ستمگر تیغ ابرو کو

مجھے کیا قاعدہ اظہار و اخفا کا سکھاتے ہین
چھپا لیتے ہین دکھلا کر جو اپنے مصحف رو کو

مشام جان عاشق کو معطر کر دیا کیسا
سنگھا کر یار نے گیسوے عنبر فام کی بو کو

مین سمجھون طوق سوسی لئے ہین ہاتھ مین ثعبان | اگر کوٹھے پہ وہ چڑھکر بنائین اپنے گیسو کو

یہ فیض حضرت سیماب ہے نایاب کیا کہنا
مٹاتا ہے تمھارا شعر حسن بیت ابرو کو

نہ ستا بہر خدا خار مغیلان مجکو | قطع کرنی ہے ابھی راہ بیابان مجکو
یاد دلوا سکے کسیکا رخ تابان مجکو | کیون جلانے لگی شمع شب ہجران مجکو
دیکھکر صحن گلستان مین غزلخوان مجکو | ہم نوا کہتے ہین مرغان خوش الحان مجکو
تمنے دکھلائے عبث کاکل پیچان مجکو | دونون عالم نظر آتے ہین پریشان مجکو
گر ملے بوسۂ لعل لب جانان مجکو | مین یہ سمجھون کہ ملا لعل بدخشان مجکو
ہو گیا عشق رخ و کاکل پیچان مجکو | کوئی کافر کہے اور کوئی مسلمان مجکو
تم سے گر آنکھ لڑے گی تو لڑائی ہوگی | برچھیان مارینگے ظالم صفت مژگان مجکو
روئے رنگین سے پسینے نے اتروائی نقاب | شبنم باغ نے دکھلایا گلستان مجکو
سیلِ خط کوچۂ گیسو سے ہے پھر تابندہ | ہاتھ آتا کہین سوسی کا جو ثعبان مجکو
حسن بے پردۂ جانان نے مجھے مارا ہے | اقربا دفن کرین قبر مین عریان مجکو
جسم لاغر پہ گل زخم کھلے ہین کیا کیا | تیغ قاتل نے بنایا یہ چمنستان مجکو
بخدا میرے تن زار کا پردہ ہے لباس | ہوش اڑ جائینگے دیکھو گے جو عریان مجکو
مدد اے دست جنون دیکھ گلا گھٹتا ہے | طوق سے کم نہین وحشت مین گریبان مجکو
خانۂ دل مین جگہ دی تھی سمجھکر جسے دوست | رنج دینے لگا آخر وہی مہمان مجکو

بارِ ہستی سے سبکدوش کیا کاٹ کے سر
تیغ جلاد کا ہوئے گا نہ احسان مجھکو

گھر سے اب اپنے نکلواتے ہو ای مشفق مین
بے ملے کیا سوچ کے بلوایا تھا مہمان مجھکو

دیکھتا ہون جو نجوم شب فرقت اے ماہ
یاد آتے ہین ترے گوہر دندان مجھکو

فرقت یار مین گلشن کو مین گلخن سمجھا
آتش گل نظر آئی جو فروزان مجھکو

ہمکو خواہش ہے جو سیر کی تو حاضر ہو مین
بھیجئے شوق سے اے یار صفاہان مجھکو

وصل کی شب یہ کہا یار نے عریان ہوکر
چشم انجم نے بھی دیکھا نہ تھا عریان مجھکو

سچ ہے **نایاب** کرون شکر خدا کس منہ سے
لوگ کہنے لگے اب صاحب دیوان مجھکو

دفن تربت مین کیا جب رفقا نے ہمکو
اونکی تنہائی مین یاد آئی ستانے ہمکو

اے اثر تیرے نہونے سے شب فرقت مین
ہم نے شرمایا دعا کو تو دعا نے ہمکو

اسی گستاخ نے ارمان سے نکلنے نہ دیا
دل سے شرمندہ کیا تیری حیا نے ہمکو

اے حسین کیون نہ تجھے دیکھکے ہم شکر کرین
بے جیتے جی حور عطا کی ہے خدا نے ہمکو

حال دل اوسے جو کہتا ہون تو فرماتے ہین
اسطرح کے ہین بہت یاد فسانے ہمکو

اے ادا کچھ بھی حمیت ہو تو مرنے کی ہے بات
تیرے ہوتے کیا ممنون قضا نے ہمکو

موج کو حلقۂ گرداب مین دیکھا جو کبھی
یاد آئے ترے ہاتھون کے بتانے ہمکو

روے روشن کی کوئی ڈھونڈیے تشبیہ نئی
مہر و مہ تو نظر آتے ہین پرانے ہمکو

کسکی گردن پہ ہے اے یار خدا خون اپنا
مار ڈالا ہے ادا نے کہ قضا نے ہمکو

لن ترانی کا جو لیتے تھے ہمیشہ ہم سے
وہی بے پردہ سناتے ہین ترانے ہمکو

دُرِ دندان کی تمنا لکھی تو سمجھے نایاب
دیے موتی صدفِ ذہن رسانے ہمکو

رفتہ رفتہ سبھی مجھے کردینگے تونگر آنسو
ہے صدف دیدۂ تر اور گہر ہر آنسو

کوچۂ یار مین ہونگے مرے رہبر آنسو
لے چلین گے تن لاغر کو بہا کر آنسو

تھم گئے آنکھ سے مژگان پہ جو آ کر آنسو
منتظر لختِ جگر کے ہین مقرر آنسو

موجِ دریا سے روانی مین مرا ہر آنسو
نہ تھمے گا کبھی آنکھون سے نکلکر آنسو

رو برو اسکے نکلتے ہین جو باہر آنسو
پونچھ دیتے ہین وہ دامن سے برابر آنسو

آبرو گوشۂ عزلت مین ہے تیرا او طفل
کیا ہی نظرون سے گرے سب کے نکلکر آنسو

فرطِ گریہ نے کیا مردمِ آبی مجکو
تن تہِ آب نظر آتا ہے اوپر آنسو

ہمہ تن چشم بنا ہون ترے نظارے کو
پنجۂ مژگان سے ہے نگہ پاؤن ہی اور سر آنسو

چشمۂ چشم مین کیون موج زنی ہے انکی
کہین آنکھون کو بنا دین نہ سمندر آنسو

فائدہ ہے مجھے رونے مین نہ سمجھو بے سود
شعلۂ آہ بجھائین گے نکل کر آنسو

اُنکے دانتون کے تصور مین جو روتا ہون کبھی
دُرِ غلطان نظر آتا ہے مرا ہر آنسو

یہی رونا ہے تو ہے آرزوِ زیست عبث
مزرعِ عمر پہ برسائین گے پتھر آنسو

پانی پانی یہ ہوا غم سے کلیجا میرا
بہ چلا خونِ جگر آنکھ سے بہ کر آنسو

مردمِ چشم کو ہرگز نہ دکھائی دے گا
ناتوان ہے مری صورت سے مرا ہر آنسو

یہ اشارہ ہے کہ پھر کوچۂ جانان کو چلو
پاؤن پر گرکے لگاتے ہین جو ٹھوکر آنسو

کیا انہین ہمسری آہ پسند آئی ہے — لب تلک آئے ہین آنکھون سے جو بڑھکر آنسو

اشکباری کا جو تہا مشغلہ لو وہ بھی گیا — آہ کے ساتھ ہوا ہو گئے اڑ کر آنسو

داغ نے پانی سے ہمین کام نہین فرقت مین — لخت دل کھاتے ہین سو رہتے ہین پی کر آنسو

کوئی طوفان نہ دکھلائین خدا خیر کرے — ایسے طرح بہ چلے آنکھون سے نکلکر آنسو

یاد مستانہ رلاتی ہے مجھے اے ساقی — کشتی مے کو نہ لیجائین بہا کر آنسو

آرزو کشتہ ہوا کرتی ہے دل مین یکسر — قطرۂ خون تمنا ہے مرا ہر آنسو

بارش ابر کا کرتے ہین گمان اہل نظر — آستین سے جو ٹپکتے ہین زمین پر آنسو

دیکھا آئینۂ رخسار جو رونے مین کبھی — شکل جوہر نظر آتا تہا مرا ہر آنسو

صاف کر دیتے ہین آئینۂ رخ کو **نایاب**
صیقل زنگ کدورت ہین مقرر آنسو

کیا تاریک کیون اتنا ہمارے بخت واژون کو — سیاہی اسقدر زیبا تھی اسکی زلف شبگون کو

پھنسایا مین نے دام فکر مین مرغان مضمون کو — بجا ہے گر کہین صیاد میری طبع موزون کو

چھپائے اسلیے رکھتا ہون مین اشعار موزون کو — چرا لیتے ہین دزدان معانی نقد مضمون کو

نہ دیکھا ہو جنھون نے جام مین صہبائے گلگون کو — وہ آکر دیکھ لین **نایاب** میری چشم پرخون کو

تری فرقت مین دور جام کو دوران سر جانا — لہو کا گھونٹ مین سمجھا کیا صہبائے گلگون کو

برنگ نکہت گل چار دیواری سے جا نکلا — اڑایا صحن گلشن مین جو اس گلرو نے گلگون کو

قلم کے پاؤن مین سطرین سلاسل کی طرح لپٹین — اگر لکھے تمہارے گیسوی پیچان کے مضمون کو

مرے رشک پری پر تو ہزارون جان دیتے ہین
بنایا تھا فقط لیلی نے مفتون ایک مجنون کو

بدولت درہم داغ جنون کے ہون غنی ایسا
کبھی مڑکر نہین ہین دیکھنے کا گنج قارون کو

قیامت مین بھی ہم سے حلقۂ عشاق ٹھہرینگے
چلین گے ساتھ لیکر وامق وفرہاد ومجنون کو

گریبان پھاڑ کر کیون ہاتھ دونون تھک گئے اپنے
ابھی تو پھاڑنا ہے اے جنون دامان ہامون کو

ہماری سیل گریہ سے ہوئے گردون نشین ایسے
بٹھایا جسطرح سیلاب نے خم مین فلاطون کو

کمر کی سمت کیون مائل ہے کچھ عقدہ نہین کھلتا
عدم کی سیر کیا منظور ہے زلف شبگون کو

دکھائے کسطرح **نایاب** قاتل کو غزل اپنی
کہین تیغ نگہ سے ذبح کردے مرغ مضمون کو

اُسکے عارض کا ہوا جسدم نظارہ چاند کو
شرم سے ہنستے ہوئے دیکھا ستارہ چاند کو

فرقت روئے صنم مین منہ نہ دکھلائے مجھے
پھونک دے گا آہ سوزان کا شرارہ چاند کو

وہ پری بولا ہمین بندے کی کچھ حاجت نہین
آجتک دیکھا نہوگا گوشوارہ چاند کو

آسمان پر ہے دماغ اوس غیرت خورشید کا
جانتا ہے اپنی کرتی کا ستارہ چاند کو

زلف کی افشان کا اک ذرہ جو رخ پر آ پڑے
مین کہون پھبتی کہ آ لپٹا ستارہ چاند کو

جلوہ افزا اپنے کوٹھے پر ہوا وہ رشک مہر
آسمان سے چاہئے کرنا کنارہ چاند کو

ہون فدا **نایاب** اُس سیمابر پُرنور پر
کردیا جسکے اشارے نے دوپارہ چاند کو

رمزون سے کنایون سے تو خواہان وفا ہو
اب کیا کوئی مُنہ کھول کے کہتا ہے کہ چاہو

فقرہ ہے عدو کا نہ مری جان خفا ہو
اللہ کی سوگند جو کچھ مینے کہا ہو

لکھنے کی برائی سے عدو نے نہ پڑھا ہو
اللہ کرے خط کا لفافہ نہ کھلا ہو

تعظیم مسیحا کو یہ بیمار کھڑا ہو
اے درد اٹھا دے مجھے اے آہ عصا ہو

فتنے جسے تسلیم کرین تم ہو وہ فتنہ
لیتی ہے بلا جس کی بلائین وہ بلا ہو

اللہ رے اٹھا کین مری میت کو ہلا کر
فرماتے ہین بولو نہ عبث ہمسے خفا ہو

دروازے پہ پڑ رہنا مرا جب سے ہے ایسا
جیسے ترے دشمن پہ کوئی وقت پڑا ہو

کیا خوب عدو ہو تمھی جو مین تو نہ بولو
مین اپنے گلے سے جو لگاؤن تو گلا ہو

موے کمر یار دکھائی نہین دیتا
شبہہ ہے کہین گرد نگہ مین نہ چھپا ہو

اٹھون جو لحد سے تو اٹھے لذت دیدار
یارب وہ رہے پیش نظر آنکھ جو وا ہو

مرکر بھی قبیلے سے نہ برگشتہ ہون یارب
منہ کوچۂ قاتل کی طرف میرا پھرا ہو

اشکون نے مرے نوح کا طوفان دکھایا
لو دیکھ لو آنکھون سے جو کانون سے سنا ہو

جادو سے مجھے سامری چشم نے مارا
اے عیسی لب تو بھی کچھ اعجاز نما ہو

یوسف نے توجہ جو نہ کی سوے زلیخا
دامن کی طرح دل بھی کہین پھٹ نہ گیا ہو

کیون یار سے کچھ عرض کرون بے ادبی ہے
تم خود لب اظہار ہو حسرت کی نگاہ ہو

پیش آتی ہے اسطرح خوشامد سے زلیخا
یوسف ہی نے جس طرح اسے مول لیا ہو

لکھون صفت قد تو قیامت کے ہون مصرعے
چوٹی کے مضامین ہون جو زلفون کی ثنا ہو

تم ظلم کرو جور کرو ہم نہ کہین کچھ
ہم آہ کرین اشک بہائین تو خفا ہو

باندھی ہوئی مہندی کبھی رنگت نہیں دیتی
خود نکلی اسے چھوڑ گئی خانۂ تن مین
لو آؤ شبِ وصل اُٹھا لین یہ مزے بھی

کیسا باندھون وہ مضمون جو کوئی باندھ چکا ہو
کیونکر نہ مری روح سے ارمان کو گلا ہو
ہم تمسے خفا ہون کبھی تم ہمسے خفا ہو

سارق سے نہ ہو بندشِ مضمون کبھی نایاب
محنت وہ کرے کیا جسے چوری کا مزا ہو

ابھی تک دیکھتا ہون آسمان کو
مرے نالے وہ ہین سر پر اُٹھا کر
ملا ہے شغل رنج و ماتم و آہ
مجھے ڈر ہے کہین قصہ نہو جائے
الٰہی دیکھیے کیا آج ٹھہرے
ترے گھر مین دلِ پُر سوز لایا
جوانی مین چھٹا اُس رشکِ گل سے
کیے وصلت مین بھی بھولے سے نالے
کہین الفت کا پردہ کھُل نجائے
کسیکا مصحفِ رُخ یاد آیا
نہین سبزہ رخِ روشن پہ اُسکے

الٰہی کیا ہوا میرے فغان کو
جہان جی چاہے لیجائین جہان کو
ہمارے ہاتھ کو دل کو زبان کو
نہ سنیے آپ میری داستان کو
وہ آتے ہین ہمارے امتحان کو
مجھے دوزخ نے دکھلایا جنان کو
بہارِ عمر مین دیکھا خزان کو
یہ ہے مشق فغان میری زبان کو
مری میّت پہ مُنہ اپنا نہ ڈھانکو
سرہانے دیکھکر لیس خوان کو
دبا رکھا ہے برقِ طپان کو

بڑے دشمن ہین طفلِ اشک نایاب

ڈبو دیتے ہین یہ لڑکے جوان کو

کس طرح عشرے مین اُنکی دید ہو / آجکل کافر کے گھر مین عید ہو

شربتِ دیدار پلوادے مجھے / اے مسیحا ہو تو یہ تبرید ہو

غیر سے کب یار کی آنکھین لڑین / اے حیا تیری اگر تاکید ہو

کل کے وعدے پر اُسے بہلایئے / صبح ہونے کی جسے امید ہو

پھر بہار آئی ہے اے پیرِ مغان / بیعتِ دیرینہ کی تجدید ہو

ایک عالم مبتلا ہے یار کا / ہاے کس کس پر بہلا تہدید ہو

تو ہی کہدے اے شوق بتلادے مجھے / کیا سوال وصل کی تمہید ہو

مین تو دو نون کو سمجھتا ہون غلط / تیرا وعدہ یا مری امید ہو

شاعری کا ذوق ہے نایاب اگر / مصحفی و میر کی تقلید ہو

آہ کرتا ہے دل ناکام لو / عرشِ اعظم کو فرشتو تھام لو

اوس بتِ کافر سے تمکو کیا غرض / زاہدو اپنے خدا کا نام لو

تمکو ناحق فکر ہے تلوار کی / تیغ کا غمزے سے اپنے کام لو

رنج فرقت سب تمہاری نذر ہے / نیند شب کی روز کا آرام لو

کہتے ہو عاشق ہین تمسے سیکڑون / سو نہین تم ایک ہی کا نام لو

تمسے پیارا اے بت کچھ بھی نہین / دین لو ایمان لو اسلام لو

آپ مرجاؤن گا مین بیمارِ عشق
قتل کرکے مفت کیون الزام لو
میرا ذمہ گر نہ مُنہ پھیلاے شیخ
اپنے ہاتھون مین اگر تم جام لو

میری آنکھون کے ہین جو ساغر دو
مے دیدار سے انہین بھر دو
دے چکے دل تو عاشقو سر دو
نام کر جاؤ اے جوان مردو
دُرِ دندان کے وصف لکھے ہین
موتیون سے ہمارا مُنہ بھر دو
اُڑ چلا ذوقِ دیدِ وصل مین دل
شوق دونون کے بن گئے پر دو
نہ نگاہ حسین ہین دو نہ دو ابرو
دو جو تلوارین ہین تو نشتر دو
بنگلہ محرم کا مجکو ہی مرغوب
دل اگر لو عوض مین یہ گھر دو
یار خوب آتے جاتے ہین اغیار
دو اگر گھر مین ہین تو در پہ دو
تشنۂ شربتِ شہادت ہون
ظالمو مجکو آبِ خنجر دو
دل مین آنکھون مین ہی مقام اوس کا
رہنے والا تو ایک سے گھر دو
دل کی ہاتھ اپنا بڑہ جائے
میرے سینے پہ ہاتھ اگر دہر دو
نہ ملے گا کبھی وہ سیم اندام
زور دکھلاؤ یا اُسے زر دو

ہے جنکو یادِ زلفِ سیہ فام صبح کو
وہ تیرہ بخت جانتے ہین شام صبح کو
مین بدگمان آبِ ندامت سے تر ہوا
جب دم شنا وہ کرتے ہین حمام صبح کو
دو بوسہ ورنہ سمجھین گے ہم تمکو تنگ دل
لینگے کبھی نہ بھول کے بھی نام صبح کو
کیون آج کانپتا ہوا نکلا ہے آفتاب
بیٹھا ہے کون آکے لبِ بام صبح کو

یون تو کبھی نہوگا مسخر وہ شوخ چشم ... پڑھکر اُسے کھلائیے بادام صبح کو
گستاخیان تو کین نہین شب آکے خواب مین ... کیون دے رہا ہے تو ہمین دشنام صبح کو
یون جاتے ہین وہ زلف کو کھولے دم سحر ... صیاد جیسے لیکے چلے دام صبح کو
دیکھے تو کوئی زلف سیاہ و رخ صبیح ... یکجا کیا خدا نے بیان شام صبح کو
پیری مین بھی جنہین ہین جوانی کے ولولے ... شب کیطرح وہ کرتے ہین بدنام صبح کو
وعدہ خلاف تجھسے ملاقات شرط ہی ... مانین گے آج کل کو نہ ہم شام صبح کو

ردیف ہاے ہوز

سکّے کا سراپا ہے سراپاے مدینہ ... وہ جسم مدینہ ہے تو یہ ہاے مدینہ
کہتا ہے ارم دیکھکے شیداے مدینہ ... اس سے تو کہین خوب ہے صحراے مدینہ
دل مین مرے ہو جاے اگر جاے مدینہ ... کعبے مین نظر آئے تماشاے مدینہ
سیارہ ہے افلاک کی صورت یہ زمین بھی ... پھرتا ہے مری آنکھ مین صحراے مدینہ
جبریل نے ستھرائی کو پر اپنے لگائے ... پر لگ گئے اب تو تجھے صحراے مدینہ
پھبتی نئی سوجھی ہے مجھے دیدہ و دل پر ... یہ نہر مدینہ ہے وہ صحراے مدینہ
پر تو جو پڑے موے مبارک کا سفر مین ... سنبل کدۂ خلد ہو صحراے مدینہ
جو آبلہ پا ہے وہ پیالی کی ہے چھاگل ... ہم پہنچنے کو جاتے ہین صحراے مدینہ
کچھ قاقم و سنجاب کی چادر نہین درکار ... دامن مین چھپا لے مجھے صحراے مدینہ

سدرہ سے کہین خوب ہے ریان بیر کی جہاڑی
جنت سے بھی دلچسپ ہے صحراے مدینہ

دل مین ہے جگہ آپکی ابلیس کو کیا دخل
دجال سے ایمن ہے شہا جاے مدینہ

دل جاے ہمیشہ ہے نہ دوزخ سے جلیگا
کیونکر ہو جہنم مین بھلا جاے مدینہ

معشوق کا گھر خانۂ عاشق سے ہی بہتر
کعبے پہ نہ کس طرح شرف پاے مدینہ

اے بدر دجیٰ دل مین ہی جادونون جگہ کی
کیونکر نہ کہون ہاے نجف ہاے مدینہ

بلوا لیجیئے جلدی بابی انت و امی
حسن لیجیئے مولا کے بھی آقاے مدینہ

باقی ہی یہ قائم ہین زمینون کی بنائین
کیون دیدۂ پرنم پہ نہو جاے مدینہ

ٹیلے جبل طور ہین اے برق تجلی
کیون وادی ایمن نہو صحراے مدینہ

زوار شہ دین کو پلاتے ہین یہ پانی
کس طرح بہشتی نہون سقاے مدینہ

وہ آنکھ نہین جسکو نہو شوق زیارت
وہ دل نہین جسمین نہو سوداے مدینہ

واے محرومی کہ ہم محروم وہ دیکھے تجھے
رشک کے قابل ہے بخت کامیاب آئینہ

عکس گیسو ہوا گر زنجیر پشت آئینہ
دام کاکل مین پھنسے تصویر پشت آئینہ

دست روشن سے بڑھے تنویر پشت آئینہ
آئینہ رو بنگئی تصویر پشت آئینہ

دیکھے گر وہ ماہرو تصویر پشت آئینہ
کیون نہ چمکے کوکب تقدیر پشت آئینہ

گر لب معجز نما سے کچھ اشارہ کیجیئے
زندہ ہو کر بول اوٹھے تصویر پشت آئینہ

حال حیرانی کا اپنی لکھدیا ہے اسلیئے
دیکھ لو شاید کبھی تحریر پشت آئینہ

جب مرے محبوب نے اوٹھکر نہ دیکھا صبح کو
بخت خوابیدہ بنے تقدیر پشت آئینہ

تیر دستی بنکے زخمی اونگلیون نے کردیا
نیم بسمل ہو گئی تصویر پشت آئینہ

اک نظر اُس نور کے بکے نے جب دیکھا اُسے
آئینے سے بڑھ گئی تنویر پشت آئینہ

اِس تمنا مین کہ شاید تم اوٹ کر دیکھ لو
ایک دن بنجاونگا تصویر پشت آئینہ

شرمگین آنکھون کے نظارے سے گونگے بن گئے
ورنہ تمسے بولتی تصویر پشت آئینہ

چھو لیا کرتی ہے اکثر زانوون کو بے ادب
کیجیئے تجویز کچھہ تعزیر پشت آئینہ

ہوتے ہین کامل کے آگے عیب ناقص کے عیان
ہے رُخ آئینہ سے تحقیر پشت آئینہ

آئینہ سدِ سکندر ہو گیا ہے اے پری
کس طرح دیکھے تجھے تصویر پشت آئینہ

روے روشن کے نظارے مین یہ حالت ہو گئی
کیون نہو **نایاب** دامن گیر پشت آئینہ

مفتاح باب خلد ہوئے مصطفےٰ کے ہاتھہ
خیبر کشا بنائے گئے مرتضےٰ کے ہاتھہ

ہے شمع طور برقعِ فانوس مین چھپی
یا آستین پاک مین ہین مصطفےٰ کے ہاتھہ

سب انگلیون سے آپکی چشمے روان ہوئے
مانگی دعا حضور نے جسدم اُٹھا کے ہاتھہ

تھے سنگریزے آپکے ہاتھون مین بولتے
اعجاز کرتے تھے مرے معجز نما کے ہاتھہ

اے دستگیر خلق یداللہ کے لئے
جنت مین کھینچ لیجیو مجکو بڑہا کے ہاتھہ

چاہین بچائین یا نہ بچائین عذاب سے
میری تو مغفرت ہے رسولِ خدا کے ہاتھہ

کنج لحد مین لینگے یداللہ کا جو نام
رہجائینگے فرشتون کے بھی تھرتھرا کے ہاتھہ

ردیا مین زلف و روے پیمبر کی دید ہو
نایاب روز و شب یہ کہو تم اُٹھا کے ہاتھہ

پہر رہی ہے جب سے آنکہونمین تری ای یار آنکہ
میری دو آنکھون کو مردم جانتے ہین چار آنکہ

گر اوٹہائے تو کبہی اے گل سو گلزار آنکہ
منفعل ہو کر چرائے نرگس بیمار آنکہ

میری نظرونمین تو کافر ہے تری ای یار آنکہ
ہے کہان نشے کا ڈورا پہنے ہی زنار آنکہ

میری آنکہونمین تو قاتل ہی تری اے یار آنکہ
رہتی ہے تیغ نگہ سے قتل پر تیار آنکہ

بہول جاتی ماہ کنعان کی زلیخا چاہ کو
میرے یوسف پر جو پڑجاتی سر بازار آنکہ

سرمۂ دنبالہ دار اب وہ پری دینے لگا
قتل مردم کے لئے رکہنے لگی تلوار آنکہ

چشم بد دور اونکی آنکھون کی حیا کچہہ کم ہوئی
ایک دو بار اب کبہی کر لیتے ہین وہ چار آنکہ

کبر کی نظرون سے گر دیکہے گا غیرونکی طرف
پہوڑ ہی ڈالونگا تیری اے بت پندار آنکہ

شکرین لبہاے جانان کا نظارہ ہی نصیب
ہو رہی ہین کاسہ ہاے شربت دیدار آنکہ

میری باتون کا اشارونمین جو ملتا ہی جواب
کیا زبان کا کام اب کرنے لگی ای یار آنکہ

چشم عبرت سے اولوا الابصار دیکہین یار کو
لب مین ہے اعجاز عیسی اور خود بیمار آنکہ

بے کہے مطلب سمجہہ جاؤ گے مجکو دیکہکر
ہے نگاہ یاس کے باعث لب گفتار آنکہ

کیون ہے یون سرمے کی ڈوری سے کہ باندہی ہوئے
خیر باشد قتل پر کسکے ہوئی تیار آنکہ

دل کو زخمی کر گئی اون کی نگاہ
ہو گئی برچہی سب سمجہے ترچہی نگاہ

دل کو برماتا ہے مژگان کا خیال
ذبح کرتی ہے مجہے اونکی نگاہ ؎

دل تہ و بالا ہمارا کر گئی ؎
اونچی چوٹی اور تری نیچی نگاہ ؎

سرو قد مین جسقدر ہے راستی
اوتنی ہی ہے یار کی ترچہی نگاہ

حرمت بنت العنب کی خیر ہو | تاک مین رہتی ہے میکش کی نگاہ
خوب جھولا جھولوا سے طفل سرشک | آنکھ گہوارہ ہے اور ڈوری نگاہ
دل کو دزدیدہ نظر سے لے گئی | سیکھیے کرنے لگی چوری نگاہ

دل بھی اب تم پھیر دو نایاب کو
پھیر لی جب اس طرح اپنی نگاہ

بن کی لی قیس نے فرہاد نے کہسار کی راہ | ڈھونڈھتے رہ گئے ہم کوچہ دلدار کی راہ
یاد رہتی ہے مجھے کوچہ دلدار کی راہ | بلبل زار کو بھولی نہین گلزار کی راہ
تو اگر سیر کو اے غیرت یوسف نکلے | بند ہو جائے ابھی مصر کے بازار کی راہ
مین وہ لاغر ہون اگر کچھ بھی اشارہ پاؤن | ابھی آ جاؤن صنم روزن دیوار کی راہ
میکشو بیٹھے ہو کس سوچ مین کچھ ہوش کرو | وہ گھٹا آتی ہے لو خانہ خمار کی راہ
توڑ کر سات طبق عرش پہ جا نکلے گی | بند ہونے کی نہین آہ شرربار کی راہ
کوچہ زلف مین دل کتنا ہی جانے کے لیے | میرے یوسف کو پسند آئی ہے تاتار کی راہ
کثرت گریہ سے جب اشک مرے سوکھ گئے | لخت دل آنے لگے دیدہ خونبار کی راہ

اپنی آنکھین جو کھلی رہتی ہین ہر دم **نایاب**
دیکھتی ہین یہ مگر طالع بیدار کی راہ

ردیف یائے تحتانی

بہت دنون سے جو تھے دل مین گھر بنائے ہوئے | وہی ہین آج مکان پر ہمارے آئے ہوئے

نہ پہاڑتے کبھی ناخواندہ خط کو اے قاصد — اگر نہ ہوتے رقیبون کے وہ پڑھائے ہوئے
یہ بھولا پن ہے کہ رونے سی بھی نہین واقف — وہ چپکے بیٹھے ہین میت پہ میری آئے ہوئے
فنا کے بعد محبو ہمماری تربت پر — اُسے بھی لائیو شال ۱۱۰۶ اوڑھائے ہوئے
حباب تو کوئی قطرہ اُٹھا نہین سکتا — نجوم کو ہین فلک کسطرح اُٹھائے ہوئے
یہان تو ہے غمِ فرقت سے اپنی رنگت زرد — وہان بسنت ہین غیرون سے وہ منائے ہوئے
کیا ہے عشقِ بتِ سبزہ رنگ نے مدہوش — ہم آجکل قدحِ بنگ ہین چڑہائے ہوئے
یہ آنکھین کہتی ہین اوس شوخ کی اشارہ نہین — کہ ہم ہرن کو بھی ہین راستہ بتائے ہوئے
خیالِ زلف سے آنکھو نمین وہ اندہیرا ہے — کہ دن کو چلتے ہین ہم مشعلین جلائے ہوئے
زمانہ نرگسِ مخمورِ یار پر غش ہے — کہ دو ہی جام سے لاکھون کو ہے جہکائی ہوئے
بنا ہے عالمِ امکان یہ خاک غرہ کرو نا — گلی مکان ہین رہِ سیل مین بنائے ہوئے

ضرور راد سنے نکلوا دیا ہے محفل سے
کھڑے ہین در پہ جو **نایاب** سر جھکائی ہوئے

الٰہی دور کیا ہے یہ تری ذرہ نوازی سے — اگر محشر مین سیکون آنکھہ خورشیدِ حجازی سے
کہون مین کسطرح زلف نبی کو سنبل جنت — سراسر ہے غلط نسبت حقیقی کی مجازی سے
چراگاہِ ارم سے لائے تھے مرکب محمدؐ کا — نہ تھا وہ نسل نجدی سے نہ ترکی سی نہ تازی سے
مجھے بھی ہند سے گر یاد فرما لین مدینے مین — عجب کیا ہے رسول پاک کی امت نوازی سے
تمنا ہے درِ پاک نبی ہو اور سر اپنا — نہین کچھہ کام دنیا سے دنی کی سرفرازی سے

مریض عشق حضرت سے ہین زیارت سے علاج اپنا
طبیبو ہاتھ اوٹھاؤ تم ہماری چارہ سازی سے

رکاب پاک سے آنکھین ملے نایاب محشر مین
گدائے ہند کی یہ عرض ہی شاہ حجازی سے

چمن مین آکے تمنے آج طرفہ گل کھلایا ہے
کیا ہے گل کو بلبل سرو کو قمری بنایا ہے

کیے ہین آتشین نالے جو ہمنے یاد آیا ہی
غرض دوری کا پردہ آہ سوزان سے جلایا ہے

وہ گل سیر گلستان کو ہمین جب ساتھ لایا ہی
تو دریا اشک کا رو رو کے بلبل نے بہایا ہی

رخ روشن سے اسنے شبکو جب پردہ اوٹھایا ہی
تو کیا مہتاب کو تارونکی نظرون سے گرایا ہی

لیے ہین بوسہ ابروے قاتل مین نے ہنس ہنسکر
جگر دیکھو تو کیسا نیمچہ ہونٹھون پہ کھایا ہے

نہین یہ سبزۂ خط کی نمو ہی روے جانان پر
خضر نے حسن کی سرکار مین نقشہ جمایا ہے

مرے شعرون کو حاسد سنکے سرگرم فغان کیون ہین
مری آتش بیانی نے مگر انکو جلایا ہے

نہین یہ بلبلے بوجہ ہیوب سیوسے پہرتے ہین
مقرر کوئی گلرو آج دریا مین نہایا ہے

بجا ہے گر کہون محراب طاعت اونکے ابرو کو
دعا کیواسطے مژگان نے کیسا ہاتھ اوٹھایا ہی

تمہاری زلف چہو کر کس لیئے مشاطہ روتی ہی
مقرر افعی کاکل نے اسکو کاٹ کھایا ہے

وہ لاغر ہون کہ جب رخصت کیا ہی یار نے مجکو
تو گردن مین مری چہلا نشانی کا پنہایا ہے

دہان یار ثابت ہوگیا خط کے نکلنے سے
خضر نے آب حیوان کا مجھے رستہ بتایا ہی

چمن مین طرز نالہ ہمسے سیکھا عندلیبون نے
طریق گفتگو سے یار غنچے نے اوڑایا ہے

دھوان ہے آہ کا فرقت کی شب سے رو رہا ہون مین
اندھیری رات سے پڑتی ہین بوندین ابر چھایا ہے

چھپے گھٹ کیون نہ اے نایاب سمجھین جنازے کو
عروس مرگ کو قابو مین اپنے سر کے پایا ہے

ہجر جانان نے رکھا تاب نہ توان کب باقی
ہے فقط لب پہ مرے نالۂ یارب باقی

وصل کی رات جو ارمان تھے باقی دل مین
وہ تو باقی رہے لیکن نہ رہی شب باقی

مہربانی سے دم ذبح کہا قاتل نے
کہہ لو اس وقت اگر ہو کوئی مطلب باقی

اے جنون سینے اجاڑے مین لیا صحرا کو
قیس باقی نہین پر ہے وہی منصب باقی

مرگئے پر بھی گئی دل سے نہ ایذائے فراق
ویسے ہی ہین غم و اندوہ و الم سب باقی

تو جو کوٹھے پہ نکل آئے ستارے چھپ جائین
مہ کے سامنے رہتے نہین کوکب باقی

وہی پیری مین جوانی کی سیہ مستی ہے
صبح کے وقت بھی ہے تیرگی شب باقی

نزع مین دیکھکے اغیار کو غم ہوتا ہے
ہائے ہم تو نہ رہین اور رہین سب باقی

ہے یہ نایاب کی خواہش کہ مدینے مین کٹین
دن مری زیست کے اب جتنے ہون یارب باقی

بسر کی عشق گیسو مین جوانی
پریشانی مین گذری زندگانی

نہ ٹالو وعدۂ محشر پہ جانی
اگر منظور ہو صورت دکھانی

جو دیکھی میرے اشکون کی روانی
ہوا دل ابر تر کا پانی پانی

سناؤ قصہ خوان کچھ ذکر محبوب
عبث کہتا ہے یوسف کی کہانی

ابھی خط غلامی اسکو لکھ دون
اگر کھینچے تری تصویر مانی

دہان زخم سے مین بھی کہون گا
جو تم پوچھو گے خنجر کی زبانی

مقلد ہین ترے سارے ستمگر
مگر جور و جفا کا تو ہے بانی

کوئی صورت نہین تسکین دل کی
نہ خط آیا نہ پیغام زبانی

بچانے کو شب فرقت کی شبنم
سیہ بختی نے کملی سر پہ تانی

مین پہنچاؤن گا دود آہ تا عرش
در مولی پہ ہے دھونی لگانی

امید وصل تھی یا بیم ہجران
کٹی خوف و رجا مین زندگانی

ترانہ بھول جائے اپنا بلبل
چمن مین گر کرون مین شعر خوانی

دہان زخم سے آتی ہے آواز
بلا قاتل مجھے خنجر کا پانی

یہی جھونکے ہین آہون کے جو نایاب
تو گل ہوگا چراغ زندگانی

دنیا مین مرتے ہین بت مغرور کے لیئے
جنت مین لوٹ جائینگے ہم حور کے لئے

ہاتھون مین جام بادۂ انگور کے لیئے
روتا ہون اپنے ساقی مخمور کے لئے

للہ اپنی زلف پہ افشان جمایئے
تارے ضرور ہین شب دیجور کے لئے

وہ دن گئے جو یار کے جلوے تھے اے کلیم
روز سیہ نصیب ہے اب طور کے لئے

ہر دم تلاش عیش مین مین غم نصیب ہون
دل مضمحل ہے خاطر مسرور کے لئے

ارباب جاہ کا پس مردن کہان قلق
روتا ہے کون قیصر و فغفور کے لئے

وہ تیرہ بخت ہون کہ زیادہ ہو تیرگی
روشن کرون چراغ اگر نور کے لئے

نایاب قصر یار کے سایئے مین بیٹھہ رہ
کافی یہی گلیم ہے تجھہ عور کے لیئے

خوشی سے مُنہ مین وہ اپنی زبان دیتا تو ہم لیتے
زبردستی کی تھی طاقت کہان دیتا تو ہم لیتے

کہا بلبل نے کس حسرت سے جب فصل بہار آئی
جگہ گلشن مین تھوڑی باغبان دیتا تو ہم لیتے

وسیلہ تھا درِ جانان تلک اپنی رسائی کا
عوض اپنے یہ خدمت پاسبان دیتا تو ہم لیتے

سُنا ہی تیر ابرو کھینچکر وہ ترک کہتا ہے
کوئی جانباز اپنا امتحان دیتا تو ہم لیتے

وہ کہتے ہین کہ ہمسے لیکے دو بوسے کرایہ مین
اگر رہنے کو تو دل کا مکان دیتا تو ہم لیتے

مکانِ شاہِ خوبان کی ہمین تعمیر کرنی ہے
ہما شہپر کا اپنے سائبان دیتا تو ہم لیتے

سرِ بازار یوسف کو زلیخا دیکھکر بولی
یہ تحفہ کاش اے دل کاروان دیتا تو ہم لیتے

یہی کہتا ہے شوق اپنا کہ دلبر زخم کھانے کو
مژہ کے تیر ابرو کی کمان دیتا تو ہم لیتے

وہ لیکر دل ہمارا کس خوشی سے ہنسکے کہتے ہین
کہ دل کیا چیز ہی تو اپنی جان دیتا تو ہم لیتے

مری تقصیر کیا ہے ناصحو صحرا نوردی مین
مکان عزلت نشین لامکان دیتا تو ہم لیتے

جو پوچھا اُسنے جرکا کون لیتا تیغ ابرو کا
کہا نایاب نے ظالم سے ہان دیتا تو ہم لیتے

ہاتھون سے اپنے جام رقیبون کو تو نہ دے
اور یہ نہو سکے تو مرے روبرو نہ دے

زخم جگر کے پہول نہ مرجھائین کسطرح
اور ترک اپنی تیغ کا پانی جو تو نہ دے

کبتک غم و الم سہون آخر بشر ہون مین
ہر وقت جھڑکیان مجھے اے تندخو نہ دے

آخر کو عشقِ زلف کے احوال کھل گئے
ممکن نہیں کہ مشک چھپائے سے بو نہ دے

برگشتہ ہی وہ پیرِ مغان کی جناب سے
جو دل کو اذنِ بیعتِ دستِ سبو نہ دے

جس طرح مجھ پہ واعظون نے بند کی شراب
پانی بھی انکو کوئی برائے وضو نہ دے

عاشق ہون سبزہ رنگ کا سبزی پلا مجھے
ساقی شراب تاب سے بھر کر سبو نہ دے

حق تو یہ ہے وہ عشق مین کامل کبھی نہین
جو شخص اپنی جان نہ دے آبرو نہ دے

عزت کا بھی کچھ اے سگِ دنیا خیال کر
یون آب و نان کے واسطے تو آبرو نہ دے

نایاب کیا ہوا ہے تجھے قرآن درمیان
یوسف سے اوس جمیل کو تشبیہ تو نہ دے

جب میسر مجھے اے بت تری صحبت ہوگی
پھر تو کیا کیا دلِ اغیار کو حسرت ہوگی

دستِ نازک کو جو قاتل کے اذیت ہوگی
سخت جانی سے مجھے سخت ندامت ہوگی

واعظو حور کو کیا ادن پہ فضیلت ہوگی
نہ یہ غمزہ نہ یہ عشوہ نہ یہ صورت ہوگی

جب کہا مینے کہ مجھ پر بھی عنایت ہوگی
ہنسکے بولے یہ کسی اور کی عادت ہوگی

صبح کو نعرۂ تکبیر پہ کاٹون گا گلا
سحرِ وصلِ صنم صبحِ شہادت ہوگی

یادِ جانان پسِ مردن نہ الگ ہو ہم سے
تو نہوگی تو مجھے قبر مین وحشت ہوگی

سیرِ گلشن کو جو جاتے ہو تو جاؤ صاحب
بلبل و گل مین مگر قطعِ محبت ہوگی

بس بس اب تو مجھے ترغیب نہ دے اے واعظ
کوے جانان سے نہ بڑھکر تری جنت ہوگی

سوزِ دل کی جو حقیقت مین کہون گا شبِ وصل
شمع کو بھی مرے احوال پہ رقت ہوگی

زمزمۂ تار رگ جان پہ بلا لائے گا
تم بجاؤ گی ستاری تو بری گت ہوگی

تو کفن میں مرے دھبا نہ لگا حشر تلک
اے زمین ورنہ امانت میں خیانت ہوگی

صائمون کو جو دکھاؤ گے ہلال ابرو کا
رمضان میں مہ شوال کی رویت ہوگی

غم کے ہاتھون سے لحد میں بھی نہ پایا آرام
ہم سمجھتے تھے پس از مرگ فراغت ہوگی

اپنے عصیان سے بڑے بار ہین توبہ توبہ
متحمل کہین میزان قیامت ہوگی

کوئی مضمون کہین کا نہ ثنا خوان ہوگا
تازہ اشعار کی بندے کی جو شہرت ہوگی

اپنے عاشق سے جو گھر آتے ہو چھپکر آؤ
قاش ہو جائے گا پردہ تو قباحت ہوگی

مسجدون میں میں جلاؤنگا وہین گھی کے چراغ
کعبۂ رخ کی اگر مجکو زیارت ہوگی

گر ترے دیکھا جو حسینون کو زمین میں سمجھے
دولت حسن بھی قارون ہی کی دولت ہوگی

ایک بوسے کے بھی دینے میں چرائیں آنکھین
ہم سمجھتے تھے کہ تمہین ہمت ہوگی

لب شیرین کے تصور میں اگر پی لینگے
قند کے زہر ہلاہل میں حلاوت ہوگی

قبر میں بھی نہ مین نظارے سے باز آؤن گا
کہ وہان پیش نظر حور کی صورت ہوگی

حسن جانان پہ اگر یوہین مرے گی خلقت
ملک الموت کو دم بھر بھی نہ مہلت ہوگی

ابھی بگڑے ہین جو کہنا ہو سو کہہ لو نایاب
صلح ہو جائے گی تو خاک شکایت ہوگی

چشم گریان کو مری رونے پہ جیسے میل ہے
جس طرف کو دیکھیے آب روان کا سیل ہے

جسم جانان ہی صفائی مین مثال آئینہ
زنگ آئینے کا ہے جو تن پر اُسکے میل ہے

چرخ مینائے سے ٹوٹے گر آبرو محبوبہ زار کی
آب سوزن آبلے کے گہر کے خاطر میں ہے

تیرتے پھرتے ہیں پانی میں فرشتے چرخ پر
کوئی طوفان ہے کہ میرے آنسوؤں کا سیل ہے

صاف ہے صبح بناگوش اور شب گیسو سیاہ
کیا سحر پُر نور ہے اور کیا ہی تیرہ لیل ہے

کیا مرے عنصر میں ہی آب دم شمشیر یار
خودبخود دل کو ہمارے قتل پر جو میل ہے

تجکو اے قاصد بتا دون کوئے جانان کا پتا
ہر طرف دھونی رمائے عاشقون کا خیل ہے

اپنی آنکھین فرط گریہ سے سمندر ہو گئین
گھر مین اسے **نایاب** میرے آنسوؤن کا سیل ہے

دیکھنے سے روئے آتشناک کے
جل کے تودہ ہین گئے ہم خاک کے

رشک بولا جب ملی صندل سی پیٹھہ
سانپ لیٹین ہاتھہ مین دلاک کے

صحن میخانہ مین ساقی ہین ضرور
شامیانے دار لبست تاک کے

دے رہے ہین آتش دل کی خبر
اشک ہرکارے بنے ہین ڈاک کے

مثل گل اپنا گریبان چاک ہے
جیسے عاشق ہین تری پوشاک کے

یاد دلواتے ہین رند و محتسب
معرکے جمشید اور ضحاک کے

قطعہ

ایک ہفتے مین نہ کیا کیا ہو گیا
دیدنی ہین رنگ ہفت افلاک کے

کل جہان پر تھی عمارت غافلو
آج وان تودے لگے ہین خاک کے

سیر دریا ہے بہت مرغوب طبع
چھینٹے کھائے تمنے کس تیراک کے

محتسب کی آنکھہ پھوڑی رند نے
مُنہ کی کھائی اُسنے مُنہ کو تاک کے

پھوٹی قسمت سے جو ٹپکے کیا عجب
گر سبو بنوائین میری خاک کے

پھر گئی گردن پہ شمشیرِ اجل
واہ رے تیور مرے سفاک کے

اسقدر ہے بخل سے نفرت مجھے
لکھہ کے نسخے بھی ندون امساک کے

اُسنے آنکھین پھاڑ کر گھورا مجھے
پھاڑ دامن اے جنون پوشاک کے

دیکھے غصہ ان حسینون کا کوئی
آگ ہوجاتے ہین پتلے خاک کے

ہر دہانِ زخم ہی نایاب ہم
بھرتے ہین دم خنجر سفاک کے

سفید بال ہوئے دن شباب کے بدلے
خضاب شیشے مین بھر دے شراب کے بدلے

کبھی نہ رندیہ ساغر شراب کے بدلے
مسیح مانگے اگر آفتاب کے بدلے

شراب پیتے تھے ہم پہلے آب کے بدلے
اَب آب بھی نہین ملتا شراب کے بدلے

یونہین لٹاتا ہے دل مجکو آتشِ غم پر
کہ جس طرح کوئی پہلو کباب کے بدلے

اونہین جو خواہشِ باران ہو وقتِ مے نوشی
برس پڑین مری آنکھین سحاب کے بدلے

وصال مین بھی رہے دیدِ رُخ سے ہم محروم
کہ ہاتھہ مُنہ پہ رکھے تھے نقاب کے بدلے

تمھاری رد و بدل سے جو مین ہوا کشتہ
لحد مین رد و طریقے عذاب کے بدلے

غش آئے فرطِ نقاہت سے گر مجھے ای گل
بسینا اپنا چھڑکنا گلاب کے بدلے

ہمارے درس مین رہتا ہے ای معلمِ عشق
کسیکا روے کتابی کتاب کے بدلے

یہ آرزو ہے لگائے وہ شہسوارِ حسین
ہماری آنکھہ کے حلقے رکاب کے بدلے

ہمیشہ شکر مین قاصر رہی زبان میری
نہو سکے کرم بے حساب کے بدلے

کب ایک حال یہ وضع جہان رہی **نایاب**
ہزار رنگ جہانِ خراب کے بدلے

دم توڑ رہا ہون جان کنی ہے
بس آؤ کہ جان پر بنی ہے

میرے بلقیس وش کے آگے
واللہ پری بھی دیونی ہے

پلکین چبھتی ہین مثلِ سوزن
یہ جامۂ جسم سوزنی ہے

وان کرتی ہے قسمت اور تدبیر
یان دل مین کچھ اور ہی ٹھنی ہے

ہے جلوہ فگن وہ ماہ رخسار
دن کو مرے گھر مین چاندنی ہے

گر ہمسے ہے تمکو بدگمانی
بندے کو بھی تم سے بدظنی ہے

دیوانہ بنائیے گا کس کو
کاکل کس واسطے بنی ہے

معدوم اگر کمر ہے اون کی
پھر کس مین پڑی یہ کردھنی ہے

اللہ رے زلف کی درازی
فرقت کی شب سے چوگنی ہے

یہ دے گیا اور وہ لے گیا ساتھ
در پردہ سخی سے جو دنی ہے

کیا وصل کی شب ہون خوش کہ پھر صبح
ایذائے فراق دیکھنی ہے

میرے بھی ہین بند بند ڈھیلے
محرم جو تری تنی تنی ہے

کیون کوچے مین تیرے او ستمگر
اک غلغلۂ قتل تنی ہے

نایاب کی کچھ صفت جو پوچھی

قاتل نے کہا کہ گشتنی ہے

عشق ہو جائے اگر سرو قدِ دلدار سے / نکلے قمری کی صدا بلبل تری منقار سے
سرو کو نسبت نہین قدِّ بلندِ یار سے / اس مین ہے رفتار وہ محبوب ہے رفتار سے
پھر ہوئی دل کو محبت سبزۂ رخسار سے / پھر مکدر ہو گیا یہ آئینہ زنگار سے
کس طرح ابرو سے تو نے کر دیا مجکو شہید / وار ہو سکتے نہین بے تیغ کی تلوار سے
برہمن بولے جو دیکھے اُس بتِ سفاک کو / بارہ کا ڈورا بدل لو رشتۂ زنار سے
عام ہے دردِ محبت اُس مسیحا کا ہے دَور / کوئی گھر خالی نہین ہے آجکل بیمار سے
آتشِ دوزخ سے ڈر کر رات بھر نالے کیئے / خرمنِ عصیان جلایا آہِ آتشبار سے
جو کوئی سایے مین آیا ہنستے ہنستے مر گیا / کم نہین دیوارِ جانان قہقہہ دیوار سے
دامنِ بادِ بہاری کب زرِ گل سے بھرا / نفع کی امید کیا رکھے کوئی زردار سے
گر طمانچہ مار دے زلفِ عرق افشانِ یار / ٹوٹ کر دندان نکل آئین دہانِ مار سے
جان بلب ہون آج ہی صورت مجھے دکھلائیے / کیجیے کل کا نہ وعدہ طالبِ دیدار سے
گھر مین آنے کی رضا دیگا نہ وہ ظالم تمہین / ناک رگڑو در پہ یا ٹکراؤ سر دیوار سے
سنگدل تو بت ہے اور عارض ہین تیری آفتاب / لال ہو جائین نہ کیون لب پرتوِ رخسار سے
ابروِ خمدار تمنے مجکو دکھلائے نہین / مر گئے آخر رگڑ کر ہم گلا تلوار سے
آفتابِ حشر ہے چہرہ کمر اوسکی صراط / کیون نہ برپا ہو قیامت یار کی رفتار سے

وزن کچھ کم کرکے پڑھ نایاب کی ایسی غزل

مرحبا بے ساختہ نکلے لبِ اغیار سے

مانگین خلعت یار کی تلوار سے — تن چھپائین زخمِ دامن دار سے

قتل کرتے ہو جو یون رفتار سے — چال سیکھی ہے مگر تلوار سے

کاٹ اس کا کم نہین تلوار سے — الحذر تیغِ نگاہ یار سے

یون ٹپکتے ہین مری مژگان سے اشک — جس طرح منصور کا خون دار سے

بوسہ ابرو جو تم غیرون کو دو — ہم گلا کاٹین نہ کیون تلوار سے

غنچہ و کبکِ دری شرمندہ ہین — آپ کی رفتار سے گفتار سے

ہون مین وہ لاغر کہ کانٹا جانکر — دور کردے باغبان گلزار سے

کاسہ ہاے چشم کو لبریز کر — ساقیِ کوثر مئے دیدار سے

پیچ و تابِ زلف پیچان دیکھکر — بل نکل جائیگا جسمِ مار سے

صاف باتین ہون تو پھر کیا بات ہے — دور کر اغراق کو اشعار سے

قصرِ عالی کی صفائی دیکھکر — ہو کے ششدر رہ گئے دیوار سے

مجھسے پھر جائیگی قسمت کیطرح — یہ نہ تھی امید چشمِ یار سے

خط مین لکھتا ہون گرانباری کا حال — نامہ بر تو دب نجائے بار سے

بخت جاگا دن پھرے نایاب کے
پھر گیا دل خود بخود دلدار سے

وہ نکھر کر مرے کوچے مین اگر آ نکلے — دل کا ارمان ابھی پھر تماشا نکلے

حورین فردوس سے آآ کے کرین استقبال
نجفِ پاک کا جو کر کے ارادا نکلے

خار ہے غیر کا رہنا ترے گھر مین او گل
وہ نکل جائے تو دل سے مرے کانٹا نکلے

پوچھون مین دو گے شب ہجر کے صدمے تا چند
ایکی نوچندی مین وہ ماہ اگر آ نکلے

نہ تو آنکھون مین ہے کاجل نہ لبون پر لاکھا
آپ بازار مین اس طرح بھلا کیا نکلے

کی دوا سے دلِ بیمار تری آنکھون نے
ہم نے دیکھا تو یہ بیمار مسیحا نکلے

سر بزانو ہین اسی فکر مین ہم آٹھ پہر
پہلوِ یار کا پہلو کوئی اچھا نکلے

اہلِ محفل پہ ہے تلوار نکالی گویا
رقص مین ہاتھ ترے زہرہ جبین کیا نکلے

دوڑ کر اپنے کلیجے سے لگالون اُسکو
خوب ارمان نکالون جو اِدھر آ نکلے

کھربا بنکے اگر جذب کرے رنگ مرا
پھر نہ کیون ناک سے اُس شوخ کے تنکا نکلے

شوق سے غیر کی آغوش مین رہیے دن رات
آپ کو کیا ہے مری جان رہے یا نکلے

یادِ کاکل مین کرون نے کیطرح گر نالے
اپنی بانبی سے تڑپ کر ابھی کالا نکلے

عشق گر تو نے کیا ہے تو ولا ضبط ہی شرط
رنج پر رنج ہو پر لب سے نہ شکوا نکلے

آنکھ مین طالب دیدار کے سرسون پھولے
ڈال کر سر پہ جو وہ زرد دوپٹا نکلے

نام وہ پوچھتے ہین بزم مین سب سے اے دل
لطف ہو گر کوئی ہمنام ہمارا نکلے

رکھ لون مین آنکھ مین اپنی اسے پتلی کیطرح
تیرے صدقے مین اگر ماش کا پتلا نکلے

کوئی دیوانہ ہے جو وصل کی تدبیر کرے
جب تصور ہی سے نایاب نتیجا نکلے

ہمارا سر ہے اُس کا سنگِ در ہے
کدھر سجدہ کرین کعبہ کدھر ہے

سحر کو پھر کہان پروانۂ و شمع
فقط یہ گرم جوشی رات بھر ہے

یہی ہے گر درازی کاکلون کی
تو پھر قصہ ہمارا مختصر ہے

وہ مل جاتے ہین اکثر راستے مین
مقدر آجکل کچھ راہبر ہے

مجھے رونا پڑا ہے جان و دل کو
انھین دونون کی فکر آٹھون پہر ہے

خط آنے پر ہو کیا پختہ طبیعت
کہ سبزی وجہِ خامی ثمر ہے

ستایا ہے بہت پیری نے مجکو
خبر لے او جوانی تو کدھر ہے

کسیدن اپنے ہاتھ آئے تو دیکھون
سُنا ہے اونکی چھلا سی کمر ہے

کہانکی توبہ تھوڑی پی لو نایاب
ہوا ہے ابر ہے وقتِ سحر ہے

کیون طبیعت ہجر مین گھبرائے گی
یادِ جانان تو اُسے بہلائے گی

کس طرح کاٹی شبِ غم کیا کہون
تھا یقین ہر وقت اب موت آئے گی

نالہ کرتے کرتے جب مین مر گیا
بول او ٹھے صد شکر اب نیند آئے گی

کیون صبا کچھ تجھسے حالِ دل کہون
میرے گل کے کان تک پہنچائے گی

دیکھین کب دکھلاتے ہین قامت مجھے
یا الٰہی کب قیامت آئے گی

ہم گنہگارون کو دوزخ مین نہ بھیج
تیری رحمت قہر سے شرمائے گی

ساتھ غیرون کے نہ آنا وقتِ دفن
لاش میری شرم سے گڑ جائے گی

نزع مین کہتے ہین آکر طنز سے
کر ڈھتے ہو کیون قبر مین حور آئیگی

مین کبھی تنہا نہین رہنے کا یار
تو اگر جائیگا رقت آئیگی

ایک اک ساعت تمھارے ہجر کی
آٹھ آٹھ آنسو مجھے رلوائیگی

گھر بجائیگا وہ مضطر دیکھکر
بیقراری یار کو ٹھیرائیگی

دیکھتے ہین اسکی غزلون کو اسیر[۵۱]
قدر اب نایاب کی بڑھ جائیگی

اپنے ماتم کے پس از مرگ یہ سامان ہونگے
بیکسی روئیگی سر پیٹتے ارمان ہونگے

صبح تک زندہ جو ہم اے شب ہجران ہونگے
وصل کی رات سے کیا کیا نہ پشیمان ہونگے

یوہین گر چرخ کو منظور ہے خُردون کا فروغ
ذرے خورشید ستارے مہ تابان ہونگے

خط کا ہو جائیگا رخسار پری پر قبضہ
مورچے مالکِ اورنگِ سلیمان ہونگے

اونکی عصمت کا اگر کچھ بھی خیال آئیگا
اپنے دل مین مرے ارمان پشیمان ہونگے

غنچۂ گل کے چٹکنے سے صدا آتی ہے
جنکو جمعیت خاطر ہے پریشان ہونگے

متغیر ہے مرا حال نہ لاؤ اونکو
دیکھ لینگے مری صورت تو ہراسان ہونگے

یار نے تیغ تبسم سے مجھے مارا ہے
میری تربت پہ گل شمع بھی خندان ہونگے

عاشقِ قدِ صنم جائینگے جب محشر مین
دیکھنا پھر تو قیامت ہی کے سامان ہونگے

تو کبھی خانۂ دل مین نہ رہے گی تنہا
یادِ جانان ترے ہمدم مرے ارمان ہونگے

[۵۱] تخلص تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان بہادر۔

آنکھیں ہین بڑی نرگسِ شہلاے چمن سے
چھوٹا ہے دہن یار کا غنچے کے دہن سے

رہرو جو سبکرو ہو تو حائل نہیں کوئی
کب نکہتِ گل رُکتی ہے دیوارِ چمن سے

ادنیٰ پہ ہمیشہ سے ہے افضالِ الٰہی
چھپتے ہوئے دیکھا نہ ستارونکو گہن سے

اِس ناز سے تم آئے کہ دل بس گیا اُسکا
کی چال تری چال نے طاؤسِ چمن سے

جب صید کو آئے تو بیابان کیا خالی
چیتون سے غزالون سی چکارون سے ہرن سے

کہتا ہے وہ گلرو کہ چٹک جائیگی مجھسے
غنچے کو مشابہ نہ کہو میرے دہن سے

رشکِ رخِ رنگین سے عجب حال ہے گل کا
پرواز کی طاقت ہو تو اوڑ جاے چمن سے

پھاہا جو مرے زخمِ جگر سے کبھی سرکا
غل پڑ گیا سورج نکل آیا ہے گہن سے

تمت بالخیر

متفرقات

اسقدر ہین خار و خس وحشت مین یان بالاے سر
طایر آکر باندھتے ہین آشیان بالاے سر

تجھسے کیا تقصیر سرزد ہو گئی اے آسمان
تیغ کیون کھینچے ہوئے ہے کہکشان بالاے سر

بلبلو باد بہاری نے کیا گلزار سبز
کوپلین پھوٹین کھلے گل ہو گئے اشجار سبز

باغ عالم مین وہ ناکارہ شجر ہون جو کبھی
نخل ماتم کی طرح ہوتا نہین زنہار سبز

کشتۂ خنجر نیرنگی جانان ہون مین
کبھی خندان کبھی گریان کبھی نالان ہون مین

بے سبب دل کی حفاظت نہین کرتا ہون
درہم داغ کے مخزن کا نگہبان ہون مین

جام مے ہاتھ مین ہے اور پری پہلو مین
رشک جمشید ہون محسود سلیمان ہون مین

میری جمعیت خاطر ہے تری خاطر جمع
تیرے گیسو جو پریشان ہین پریشان ہون مین

جب خزان آئی تو ہر سرو صنوبر خشک ہو
غیر ممکن ہے کہ نخل قد دلبر خشک ہو

دیکھئے تو اضطراب خاطر نخچیر کو
ہی نشانا باندھنا مشکل تمہارے تیر کو

اوڑایا مرغ جان او ترک تو نے کاٹ کر سر کو
بجا ہے گر پر پرواز کہئے تیرے خنجر کو

یہ دن دکھاے مرے کردگار نے مجکو
تم اپنے گھر سے لگے آپ پکار نے مجکو

دیکھکر گلشن مین انداز خرام یار کو
رشک سے طاوس بھاگے چھوڑ کر گلزار کو

ملے جو نقد قناعت تو انگری ہو جاے
ہر اک گدا کو سلیمان سے ہمسری ہو جاے

گر ہمسری کرے تیرے پستان کی اوج سے
کاٹون سر حباب ابھی تیغ موج سے

پہنکر رخت نو گھر سے جو تم باہر ذرا ہوتے
تمہاری میرزائی پر بہت جامے قبا ہوتے

ہجر مین شمع کہان اور کدہر کی بتی — یان جلا کرتی ہے ناسور جگر کی بتی
حشر مین دیوانگی اپنی دکھایا چاہیے — دامن محشر کے بھی پرزے اوڑایا چاہیے
لعل آتش رنگ پر مسّی لگایا چاہیے — زیر خاکستر اس آتش کو دبایا چاہیے
مجھے یہ وحشت و دیوانگی ہی عشق کا کل سے — رفو کرنا مرا چاک گریبان تار سنبل سے
وہ یون میرا اجاڑا دیکھتا ہی — کوئی جیسے تماشا دیکھتا ہی

رباعیات

سامان عزا کا رات دن رہتا ہی — واقف نہین عیش کیا ہے عشرت کیا ہی
اوٹھتا ہون تو اوٹھتا ہی جنازہ مرے ساتھ — تابوت ہے سینہ مرا دل مردا ہی

دیگر

کیون روز غم روز نشور افزون ہی — کیون ہیبت و رعب نفخ صور افزون ہی
یون آٹھ پہر تو کیون ہے ششدر نادان — قہّار سے تعداد غفور افزون ہی

دیگر

جب کہتے ہین دوست غیر حالت کیون کی — دل کہتا ہی یارون نے ملامت کیون کی
غیرت کو اب بھی روے جاتے ہین چہ خوش — کم بخت یہی تھا تو محبت کیون کی

رباعی

کیا خوش ہے اگر صاحب گنجینہ ہی — دینار نہین یہ خصم دیرینہ ہے
یون بہاگ تو اس سے جیسے صیقل سے زنگ — گر حال سکندر تجھے آئینہ ہے

دیگر

کشتی ہین آل اور اصحاب نجوم — لازم ہے سمجھنا انھین لازم ملزوم

جبتک نہو ناخدا انجومی نایاب
ساحل پہ جہاز کا پہنچنا معلوم

دیگر

مطرب کی ساز مین ہمیشہ گزری
زاہد کی نماز مین ہمیشہ گزری

ہم مستونکا حال کچھ کسی پر نہ کھلا
کس راز و نیاز مین ہمیشہ گزری

قصیدہ از حضرت نایاب

گدگدایا ہے جو مستی نے حیا ہے بیکل
کیا تعجب ہے کہ شرما کے کہین جائے نکل

طعنے دیتی ہے جوانی کہ یہ سن اور زہد
اجی لاحول ولا جلد منگاؤ بوتل

عقل کہتی ہے کہ پینا ہے تو پی چھپ چھپکر
شوق کہتا ہے کہ چلنا ہی تو میخانے مین چل

موسم گل کا اشارہ ہے گریبان کیون ہے
ہاتھہ کیا پنجۂ خرشید کی صورت ہوئے شل

حکم وحشت ہے کہ تو چل کے ابھی قبضہ کر
قیس و فرہاد کی جاگیر ہین کیا دشت و جبل

طور یہ دیکھکے تھرا گئے ننگ و ناموس
زہد و تقوے کی بھی روحین گئین دہشت سے دہل

شرم جھک جھک کے لگی کرنے سلام رخصت
ہوش چلایا ابھی سر سے مین جاتا ہون نکل

بول اُٹھا مفتی دل سن نہ کسیکی نادان
موسم گل مین ہو فتواے جوانی پہ عمل

فکر فردا مکن امروز مے ناب بنوش
کل کے اندیشے سے تو آج عبث ہی بیکل

آجکل دید کے قابل ہے بہار گلشن
دیکھہ پھولون کی فضا چل کے روش پر تو ٹہل

آتش گل سے پھنکا جاتا ہی سارا گلشن
تختہ لالے کا دہکتا ہے برنگ منقل

صحنِ گلزار یہ ہے روے دمن کا عالم
صاف دکھلاتی ہے نالی روش دیدۂ تل

سادگی مین بھی عروسانِ چمن کی ہی بہار
گو نہ کنگھی ہے نہ چوٹی ہے نہ مسی کاجل

اسطرح شاخون سے پیچیدہ ہین شاخین ساری
جیسے عاشق سی ہون معشوق بہم دست وبغل

سرو پھولا ہی یہ ہے جوش نموا بکے برس
دیکھ لو پھول سے خالی نہین کوئی کوپل

دیدنی ہے اثرِ بادِ بہاری بخدا
خون دے سبز جو سودائی کی کھولین اکحل

کیا عجب زخم شہیدون کے ہرے ہو جائین
پہنچے گر بادِ بہاری کا قدم تا مقتل

گر یہی فیض ہوا ہے تو تعجب کیا ہے
عوض شعلہ جو انگشت سے نکلے کوپل

کوڑیالے کا شجر فیض نمو سے نکلا
باغ مین سانپ نے جا کر جو دیا زہر اُگل

کس طرح آنکھون سی باہر ہو جو سوتے جاگین
کر دئے فرطِ رطوبت نے قدم نیند کے شل

کیا ٹپکتی ہے رطوبت کی ہوا سے تاثیر
دیکھتے دیکھتے ہو جاتا ہے سرمہ کاجل

ایسی سردی ہے بھڑک کر ابھی ٹھنڈی ہو جائے
آتشِ گل سے جو بلبل کی نہ ہو گرم بغل

نہ مرے گا کوئی اس فصل مین ان شاء اللہ
ٹھنڈی ٹھنڈی جو ہوا پائی ہی سوتی ہی اجل

نشۂ حسن سے ہین مست جوانانِ چمن
بلبلین گاتی ہین **نایاب** کی خوش ہو کے غزل

شوخی و شرم سے کیا خوب ہوئی جنگ و جدل
یہ اُسے کہتی تھی جا وہ اِسے کہتی تھی نکل

ساقیا دیکھ برستا ہوا آیا بادل
جلد لا بہر خدا کاگ اُڑا کر بوتل

دیکھنے دیگی نہ جی بھر کے ادائین اُنکی
نہین ممکن ہے کسی طرح کہ مہلت دے اجل

تم عیادت کو جو آئے تو یہ جھگڑا اٹھہرا — زندگانی سے ہوئی مستعد جنگ اجل

باغ سے باد بہاری کہین جا سکتی ہے — اب تو دامانِ گلِ تر سے بندھا ہے آنچل

بزم سے دید کے قابل ہے سحر کو ساقی — بے قرینے کہین کرسی ہے کسی جا دنگل

جو ہے بیحس اُسی کیا خاک بصارت ہوگی — دیکھ سکتا نہین کچھ خواب مین اپنے مخمل

ایک دن کے لیے لے عمرِ روان اور اٹھہر — آج پھر خط مین لکھا اُسنے کہ ہم آئینگے کل

اُسکی آنکھونکا جو مشاطۂ شب ایما پائے — بار کر شمع قمر مین ابھی لائے کاجل

صرف سوسن ہی نہین واصفِ گل ای نایاب
ہمہ تن مدح کی خاطر ہے زبان ہر کونپل

باغ کیا دشت بھی ہے قابلِ دیدان روز وت — مہ کا قطرہ ہے کہ سبزہ ہے کاہی مخمل

مینہ برستا ہے گھٹا چھائی ہوئی ہے ہر سمت — باغ پھولون سے بھرے خوب ہرے ہین جنگل

ہر روش پر ہے یہ پھسلن کہ الٰہی توبہ — پاؤن تو پاؤن نگہ پڑتے ہی جاتی ہے پھسل

اک طرف باغ مین یارون نے بھی جھولا ڈالا — ہنستے ہین جھولتے ہین گاتے ہین مستانہ غزل

مختصر حال یہ ہے پینگ کے بڑہجانیکا — سیکڑون مرتبہ چھو جاتے ہین سر سے بادل

وجد مین لاتی ہے پرین کو پکھاوج کی برت — تھاپ بائین کی ہلا دیتی ہے گردونکا محل

کیون نہ ہر شوخ کو پھر کہیئے مجسم برسات — جگنو افشان ہے کمر بجلی ہے گیسو بادل

طرزِ رفتار کی ایسی کہ کلیجا بس جائے — بیٹھ جانے کا وہ انداز کہ دم جائے نکل

سر پہ اس طرح تمامی کا پڑا ہے آنچل

جیسے خرشید پہ آجاے سہرا بادل

نورسے کے طایفے ہین نور کی باتین اُنکی
جسکو سُن سُن کے ہو زاہد کی طبیعت بیکل

دھانی چوڑی کا کلائی مین وہ طرفہ جوبن
آتش رنگ حنا سے وہ ہتھیلی مشعل

رنگ بہتا ہے دوپٹے سے کسی مہ رو کے
کوئی گلپوشش سُکھاتی تہی ہوا مین آنچل

کشمکش مین ہے کہین سینچ کبابونکی پری
چھینے لیتا ہے کسی سے کوئی مے کی بوتل

صبح سے شام تلک روز یہی نقشے ہین
نوجوانون کے لیے باغ ہے عشرت کا محل

مجکو ہرچند طبیعت نے اُبھارا کیا کیا
میرے پلے پہ مگر تھا کرم عز وجل

گمرہی سے مرے خالق نے بچایا مجکو
قلب کو نور ہدایت نے دکھائی مشعل

دی صدا ملہم غیبی نے ذرا ہوش مین آ
ارے دیوانہ ہے کر فکر دماغ مختل

جسے کہتے ہین جوانی وہ جنون ہی نادان
کوئی کرتا نہین دیوانے کے کہنے پہ عمل

باغ سبزا سکو سمجھ باغ نہین او نادان
دیکھ دوزخ سے نہ فردوس کہین جا بدلے

دیکھ سبزہ کہین کانٹو نمین گھسیٹے نہ تجھے
تیغ کا پھل نہ بنے حق مین ترے باغ کا پھل

کہین لیجاے نہ دوزخ مین اوڑا کر یہ ہوا
آب حسرت مین ڈبوئین نہ کہین یہ بادل

حور سے دور رہیگا جو حسینون سے ملا
مے کوثر نہ ملیگی جو یہ چڑہائی بوتل

توبہ توبہ یہ خیالات زبون دل سی نکال
کہین ایسا نہو ایمان مین آجاے خلل

مے جو پینی ہے توپی بادۂ عرفان نادان
شعر کہنا ہے تو کہہ نعت رسولؐ اکمل

ناتمام

قطعات تاریخ ترتیب دیوان

یگانہ آموز گار سر آمد فصحاے روزگار ملک الشعراے زمان عالیجناب منشی امیر احمد صاحب مینائی تخلص بہ امیر اُستاد نواب خلد آشیان رامپور وحضرت مصنف مغفور

نایاب نے کیا کھلائے ہیں پھول ——— اللہ رہے یہ باغ شاداب
تاریخ بھی ہے امیر نادر ——— کس حُسن کی ہے یہ نظم نایاب
۱۳۱۲ھ

مہر سپہر بلند نامی بدر آسمان عالیمقامی سراپا دانش وکمال عالیجناب مولوی محمد ریاض حسن خانصاحب تخلص بہ خیال و دانش خلف اوسط حضرت مصنف مغفور

بے عدیل و بے بدل دیوان ہی ——— کیا کسی سے ہو سکے اس کا جواب
سال اگر ترتیب کا چاہو خیال ——— ہے کلامِ بے نظیر ولاجواب
۱۳۱۲ھ

دیگر

للہ الحمد مرتب شدہ خوش دیوانے ——— کہ بود دہر ورقش ہمچو نگارین چمنے
دانش ہیچمدان سال ہمی میخواست ——— ہاتفش گفت بگو نغز دہمایون سخنے
۱۸۹۵ء

قطعات تاریخ طبع دیوان

سلطان قلم و معانی فرمانفرماے اقلیم سخنوری و سخندانی افصح الفصحا عالی جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی متخلص بہ امیر اُستاد نواب خلد آشیان رامپور و حضرت مصنف مغفور

کل ہوا اک گلشن شاداب مین میرا گذر
کتنے دیکھے نرگستان کتنے دیکھے لالہ زار

صفحۂ رُوے پری دکھلا رہی تھے برگ گل
سطر زلف حور آتی تھی نظر ہر شاخسار

تھا جو بلبل بلبل شیراز کا تھا ہمزبان
تھا جو طوطی طوطی ہندوستان کی یادگار

تھی بڑی حیرت مجھے یارب یہ کسکا ہی چمن
دیکھکر حیران مجکو یہ چھپا اوٹھی ہزار

گلفشانی ہے یہ طبع نازک نایاب کی
رنگ لائی ہے یہ تازہ فکر رنگین کی بہار

چھپ رہا ہے آگرے مین آجکل انکا کلام
فکر سال طبع مین ہین شاعران روزگار

سنکے یہ مژدہ کہی تاریخ مینے بھی امیر
ہے یہ دیوان شاعر شیوا زبان کی یادگار
۱۳۱۵ھ

شاعر یکتا سخنور بیہمتا رشک عرفی و نظیری جناب خواجہ نور الدین صاحب کشمیری

رفیع مرتبہ ہادی حسن رئیسے بود
کہ داد سحر بیانی بعہد خود می داد

بہ علم و فضل و سخندانی و سخن گوئی
زمانہ ہیچ کسے را چو او ندارد یاد

چنان کلام وے آمد پسند اہل زبان
کہ از قلم نہ تراوید و بر زبان افتاد

چنان بہ بست مضامین نغز کاشعارش
ز حرفگیری اہل سخن شدہ آزاد

زہے فصیح زبان نہے بلیغ بیان
بہند بود ز شاگردے امیر استاد

شگفت طبع چو دیوان او بطبع آمد
صد آفرین بہ چنین طبع و فہم و استعداد

بگفتم از پئے تاریخ طبع دیوانش
قبول خاطر اہل بیان دوران باد
۱۳۱۵ھ

طراز و سادہ دولت و اقبال زیب مسند جاہ و جلال جناب مولوی محمد ریاض حسن خان صاحب متخلص بہ خیال خلف اوسط حضرت مصنف مغفور

واہ کیا زیبا ہے یہ دیوان خیال
دائرے ہین ماہ تو نقطے سہا

صفحہ صفحہ دلپذیر و دلنشین
ہر ورق ہے دلفریب و دلربا

رنگ مین ڈوبی ہوئی ہے ہر غزل
یا کوئی معشوق ہے رنگین ادا

تازے مضمون ہین نئے انداز ہین
روزمرہ صاف ہے بندش صفا

لکھتے ہین ہر شعر پر اہل سخن
مرحبا صد آفرین صل علے

فکر جب تاریخ کی مجھکو ہوئی
غیب سے کانون مین آئی یہ صدا

گوہر خوش آب ہے مصراع سال
در شہوار فصاحت بے بہا
سنہ ۱۳۱۵ھ

نونہال گلستان اقبال بہار حدیقہ حشمت واجلال جناب مولوی محمد ابوالحسن خانصاحب خلف اصغر حضرت مصنف مغفور

ستارہ معانی کا ہر اوج پر — ترقی یہ ہے روزگار سخن
وہ ذیشان دیوان شایع ہوا — بڑھا جس سے عز و وقار سخن
اسی نظم پر ہے معانی کو ناز — یہی شعر ہین افتخار سخن
ہر اک لفظ مین بحر مضمون کا جوش — ہر اک بیت ہے چشمہ سار سخن
غزل مین مے ناب کے ہین خواص — مزے لوٹین اب میگسار سخن
یہ دیوان کیونکر نہو فیض بخش — مصنف ہے آموزگار سخن

کہا طبع مواج نے سال طبع
یہ دیوان ہے آبشار سخن ١٣١٥ھ

ضیا بخش کاشانہ سخن جناب شاہ ابوالحسن عبد السبحان صاحب متخلص بہ حسن

چھپا آج دیوان نایاب کا — کہ مشتاق تھے جسکے برنا و پیر
کلام ایسا پر درد دیکھا نہین — سراسر ٹپکتا ہے انداز میر
یہ دیوان ہے یا دام صیاد ہے — کہ ہین اسمین صید مضامین اسیر
اگر شعر اسکے ہین تیغ دو دم — تو مصرعے بھی اسکے ہین پیکان تیر
معانی و الفاظ ہین دلفریب — مضامین مطالب بھی سب دلپذیر

حسن نے لکھا مصرع سال طبع
چھپا ہے یہ دیوان کیا بے نظیر
۱۳۱۵ھ

دیگر

شدہ طبع دیوان زہادی حسن
حسن بہر تاریخ طبعش بگو
ہمین یادگار بلاغت بود
زہے دفترے از فصاحت بود
۱۳۱۵ھ

سخنور بے عدیل و سہیم جناب سید محمد نذیر احسن صاحب المتخلص بہ نسیم

کہا ہے یہ دیوان کیا بے نظیر
نسیم اسکی تاریخ میں نے کہی
کہ پیدا ہی جس سے جمال سخن
یہ ہے آفتاب کمال سخن
۱۳۱۵ھ

دیگر

طبع دیوان حضرت نایاب
عیسوی سال طبع اسکا نسیم
ہو چکا دفتر کمال ہے لکھہ
کیا ہی مرغوب و بیمثال ہی لکھہ
۱۸۹۸ء

بالخیر تمت

قطعہ تاریخ دیگر از فکر عالیجناب مولوی محمد ریاض حسن خان صاحب متخلص بہ خیال

اللہ رے کس حسن کا دیوان چھپا ہے — بازار سخن مین دُرِ خوش آب ہے یہ نظم

جب جوہری طبع نے چھپنے کا سنا حال — تاریخ کہی گوہرِ نایاب ہے یہ نظم

۱۳۱۵ھ

صحت نامہ دیوان نایاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۳	دورخ	دوزخ	۱۲	۶	کبھی	کوئی
"	"	ترے	تری	۱۵	۸	جامہ	مصحف
۴	۷	سبنے	سنئیے	"	۱۱	اکدن	آخر
۵	۱۷	سُودا	سَودا	۱۷	۵	ہون مین	مین ہون
۸	۱۱	بوسے وہ	وہ بوسے	۱۹	۱	دیدار	دلدار
۹	۵	مصطرب	مطرب	"	۱۲	پکارا کے	پکار کے
"	۱۰	خیاں	خیال	۲۰	۱۳	یار	ہجر
۱۰	۱۶	یار یار	بار بار	"	۱۵	مسطور	مستور
۱۱	۲	شراب	شباب	۲۴	۱۴	قطرون کو	قطرون پہ
				"	۱۷	پڑہتا ہون	پڑھتا تھا
"	۳	مین	ہے	"	"	ہوتا ہے	ہوتا تھا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱	چبنے لگے	چبھنے لگے
؍؍	۲	دامن	دامان
؍؍	۱۱	توتو	تو
۷۰	۱۵	پس	بس
۷۴	۱۴	نشے	نشئے
۷۶	۳	چلکا	چل سکا
؍؍	۶	جھاونی	چھاونی
۸۰	۱	ہو	ہون
۸۵	۱۴	پنجشاخہ	پنجشاخے
۸۷	۱۴	آرہے	آرسے
۸۹	۱۳	میرے	مرے
۹۲	۶	مین	یہ
۹۳	۱	سناتے ہین	سناتے ہین
۹۶	۴	نگاہ ہو	نگاہو
؍؍	۱۷	نہ کچھ	کچھ
۹۸	۵	پہ	پر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۵	۱۳	نواری	نوازی
۱۰۶	۲	جنت	محشر
۱۰۷	۱	سمجھین	ہم سمجھین
۱۱۱	۱	لاسیئے گا	لائے گا
؍؍	۱۷	چشم	جسم
۱۱۴	۱۷	صفت	کچھ صفت
۱۱۵	۵	سے	بے
۱۲۱	۶	گشتہ	کشتہ
؍؍	۱۷	میزای	میرزائی
۱۲۳	۱۴	گل	کل
۱۲۴	۲	گنگھی	کنگھی
؍؍	۹	کردے	کردے
۱۲۵	۲	آب	اب

تصحیح اغلاط قطعات تاریخ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۹	۳	زبان سے خصے	زبان و خصے
؍؍	۷	زیب و مسند	زیب مسند
۱۳۱	۱۱	سنہ ۱۳۱۵ھ	سنہ ۱۸۹۸ء

تمت

۱۶۴۴۲ A911 ۳۱۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

بموجب [illegible] حسب ذیل [illegible]

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ و مجلس [illegible] ایک وقت میں [illegible] عہدہ داران جامعہ

صدور شعبہ جات و [illegible] کلیہ جات [illegible] اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ ایک وقت میں [illegible] کتابیں اپنے پاس [illegible] اور [illegible]

اراکین دار الترجمہ [illegible] دو کتابیں [illegible] جماعتوں سے

۳۔ طلبا ایم اے ایل ایل بی [illegible] رکھ سکیں گے۔

کے طلبہ میں کتابیں [illegible] ایک ہفتہ تک اپنے پاس [illegible] طلب کی جائیں

طلبہ [illegible] کتابیں [illegible] واپس [illegible]

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس [illegible] لیا جائیگا۔

ایک [illegible] کتاب [illegible] گم [illegible]

۵۔ [illegible] کتاب [illegible] ہے۔ [illegible] داری

کتب خانہ میں [illegible]

۶۔ کتابوں پر [illegible] کسی قسم کا نشان یا [illegible]

[illegible] ہوگی۔

۷۔ [illegible]

دیکھا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے [illegible]

[illegible] فقط